(دسواں شمارہ)

گوہرِ حکمت

انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

قبر اور قیامت

كُلُّ نَفسٍ ذائِقَةُ المَوتِ

(سورۂ آل عمران-۱۸۵)

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (دسواں شمارہ)

قبر اور قیامت

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	گوہرِ حکمت
تألیف	:	حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل
تصحیح وترتیب	:	حجۃ الاسلام مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی
کمپوزنگ	:	سیّد شاہ میر شاہ
تاریخ اشاعت	:	ذیقعد/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۴
۲	تمہید	۵
۳	موت	۱۱
۴	قبر	۲۵
۵	معاد	۳۳
۶	باب الاعمال	۳۸
۷	چند سوالات	۵۰
۸	خلاصۂ کلام	۵۸

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تا کہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی وکوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر کتابچہ کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے۔ مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تا کہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا مصطفیٰ علی وکیل، مولانا قمر علی لیلانی اور مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبر اور قیامت

تمہید

خدا نے کسی مخلوق کو بلا وجہ خلق نہیں کیا بلکہ ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔ انسان بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اسے بھی کسی نہ کسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور وہ مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ اب اللہ کا فرمانبردار بندہ وہی ہے جو اس کے احکامات کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو اللہ کی معصیت سے بچائے۔ اللہ نے اپنے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے والوں کے لیے جزا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سزا کا اعلان بھی فرمایا ہے۔

یقیناً اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر انسان کی خلقت اور اس قانون کی پاسداری، سب کا سب بیکار اور عبث قرار پاجاتا، کیونکہ جس قانون پر عمل درآمد کرنے اور نہ کرنے میں مکلّف کو اختیار ہو اور اس سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے، وہ قانون عبث ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔

پس جب مذہب اور دین سے متعلق بات ہوتی ہے، تو اس بات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ نے دین و مذہب اور قانون کو خود ہی بنا کر نہ فقط اپنے نمائندوں کے ذریعے پہنچایا ہے بلکہ اس پر جزا اور سزا دینے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ لہذا ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ اس کی طرف توجہ دے اور اس کا علم حاصل کرے۔

دورِ حاضر میں انسان مادّی ترقی کے اعتبار سے بہت آگے نکل چکا ہے اور اپنی ترقی کی بنیاد پر اس زعم باطل کا شکار ہے کہ وہ دنیا کی معیشت، خطۂ ارض پر موجود اشیاء اور حتیٰ انسانوں پر حکومت کر رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ ترقی کا سفر وہ راستہ بن جاتا جس سے انسان اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف اپنا قدم بڑھا سکتا اور اپنے اعتقاد کو اور مضبوط کر سکتا۔ یقیناً ہر انسان کو خدا نے ایک ہی فطرت پر خلق کیا اور اسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عطا کی۔ اللہ کا بے حد و شمار احسان ہے کہ اس نے ہر انسان کو شعور عطا کیا

اور (Observation) محسوس کر کے سمجھنے کی صلاحیت دی۔

فَاَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفاً فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لاَ تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذَالِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لاَ یَعْلَمُوْنَ

﴿روم (۳۰) : ۳۰﴾

ترجمہ: آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے، یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے، مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے۔

انسانی فکر دو طریقوں سے چیزوں کی حقیقت تک پہنچتی ہے۔ یا تو سبب کو دیکھ کر نتیجے تک پہنچتی ہے یا نتیجے کو دیکھ کر سبب کا پتہ لگاتی ہے۔ آج دنیا بھر میں ہونے والی تحقیقات اور ایجادات کا تعلق زیادہ تر دوسری صنف سے ہے یعنی مثلاً ایک ڈاکٹر انسان کے جسم میں بخار کی حرارت کو دیکھ کر اس کی وجہ تک پہنچتا ہے۔ کسی مقتول کو دیکھ کر اس کے قاتل کی تلاش کی جاتی ہے۔ صحراء میں کسی اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہاں پانی ہے۔ عمارت کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ کسی عقلمند نے بنائی ہے۔ یہ تمام وہ مثالیں ہیں کہ جن میں انسانی ذہن نتیجے سے سبب اور وجہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ کہ جس میں ایسا ہوتا ہے کہ انسان اصل سبب کو جان لے اور پھر اس سبب کی بناء پر اس کے نتیجوں کی طرف متوجہ ہو جائے اور آنے والی صورتحال کو پہلے سے درک کر لے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ڈاکٹر دواؤں کے اثرات کو جان کر مریض کو اس کے مطابق دوا دیتا ہے۔ ایک انجینئر جانتا ہے کہ ایک عمارت کو بنانے کے لیے کونسا مواد کتنی حد تک مفید اور مضبوط ہوسکتا ہے۔ ایک عام انسان آگ کے اثر کو جانتے ہوئے کبھی اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا، یہی انسانی زندگی کا معمول ہے۔

اب ذرا ان سوالات کو دیکھئے:

اس دنیا کا خالق کون ہے؟

کیا اس خالق نے اس جہان کو بے مقصد خلق کیا؟

اگر مقصد ہے تو، اس مقصد سے ہمیں آگاہی دی گئی؟

اور کیا اس پیغام پر عمل کرنے کا کوئی اثر بھی ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں جو ہر انسان کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو ان کا جواب بھی اسی دنیا میں بلکہ ہر مقام پر اسکی تمام مخلوقات میں جلوہ گر ہے۔ لیکن شاید شیطان ہی ہے کہ جس نے ان جوابات پر توجہ کرنے سے انسان کو دور رکھا ہوا ہے۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر انسان ان پر توجہ نہ کرے تو اس کا ذمہ دار اپنے علاوہ کسی کو قرار نہیں دے سکتا کیونکہ عام زندگی میں اسے معمولی سے کام کے بارے میں یہ سوچ پریشان کیے رہتی ہے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا اور نقصان کیا ہوگا، کام کون کرے گا اور کس وقت کرے گا۔۔۔ جب ایک انسان اپنی معمولی سی عقل کو کام میں لا کر اتنا سب کچھ سوچ سکتا ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ یہ نہ سوچے کہ خود اسے کیوں خلق کیا گیا؟ اور اس کی کیا ذمہ داری قرار دی گئی ہے؟ اور اگر وہ انہیں پورا نہ کرے تو اسے کس نتیجے کا سامنا کرنا پڑے گا؟

ان تمام تمہیدی مثالوں کو بیان کرنے کا مقصد فقط یہ ہے کہ جب تک اس مرحلے کو انسان طے نہ کرلے اس وقت تک نہ اپنی زندگی کے مقصد کو جان پائے گا اور نہ ہی کمال کو۔ اور اسی فکر کو دین و شریعت کی زبان میں عقائد کا نام دیا جاتا ہے۔ جن کی معرفت ہر انسان پر واجب ہے۔ پس جب انسان اپنے خالق کی معرفت حاصل کرلیتا ہے پھر اس کے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی مکمل قوت کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی بے چون و چرا اطاعت کرے۔ یعنی اسے ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے احکامات پر اعتراض کرے یا اس کے بھیجے ہوئے معصوم نمائندوں کے کسی قول یا فعل پر اعتراض کرے۔ چاہے اسے سمجھ میں آئے یا نہ آئے، انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

بلکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان جسے جناب جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام کے توسط سے بیان فرمایا یہی تو ہے کہ: یقیناً وہ ہلاک ہوگیا جس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی گئی اور وہ اسے برداشت نہ کر پائے اور کہہ دے کہ اللہ کی قسم! یہ بات درست نہیں، اس کا یہ انکار ہی کفر ہے۔

(بصائر الدرجات)

انہیں عقائد کا ابتدائے انسانیت اور خصوصاً ابتدائے اسلام سے بار بار ذکر کیا گیا، کہ جنہیں اساس اور بنیاد کہا جاتا ہے۔ ہر انسان کی زندگی کا طور طریقہ اس کے عقیدے کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اسے تیرنا نہیں آتا تو کبھی وہ گہرے سمندر یا دریا میں چھلانگ نہیں لگاتا، تو ایک انسان اگر قیامت اور عذاب پر یقین رکھتا ہو اور عذاب کو برداشت کرنے کی سکت بھی نہ ہو، تو کیسے معصیت اور گناہ کے کام کو انجام دیتا ہے؟

یہیں سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ یا تو ہمارا عقیدہ اور ایمان غلط ہے کہ جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں یا پھر ہمیں اس بات پر یقین نہیں ہے، کہ قیامت آئے گی اور کسی حساب و کتاب کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

قیامت اور حساب و کتاب کے عقلی دلائل تو یہاں تک رہنمائی کر سکتے ہیں کہ یہ مرحلہ آنا ضرور ہے مگر اس کی تفصیلات کلام اللہ، قرآن و کلام معصوم علیہ السلام ہی بیان کر سکتے ہیں، کہ جنہیں خود اللہ نے علم عطا کیا اور انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مقرر فرمایا۔

سورۂ ملک کی ابتداء ہی میں پروردگار عالم نے اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ فرمایا ہے:

تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱) الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (۲)

﴿الملک (٦٧): ۱ و ۲﴾

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات کہ جس کے ہاتھوں میں ہر طرح کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جس نے موت اور حیات کو خلق کیا تاکہ تمہاری آزمائش کر سکے کہ تم میں سے کون احسن عمل کرنے والا ہے۔

یعنی پروردگار نے موت اور حیات کو انسان کی آزمائش کا ذریعہ قرار دیا کہ یہ انسان دنیا میں رہ کر کیسا عمل انجام دیتا ہے، آیا اپنے اختیار کو استعمال کر کے شکر گزار بندہ بنتا ہے یا کفران نعمت کرتا ہے

اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوۡرًا

﴿انسان(۷۶):۳﴾

ترجمہ: ہم نے اسے راستے کی ہدایت دے دی، چاہے وہ شکر گزار بنے یا کفر کرے۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ

﴿العنکبوت(۲۹):۵۷﴾

ترجمہ: ہر نفس، موت کا مزہ چکھنے والا ہے، اس کے بعد تم سب ہماری بارگاہ میں پلٹا کرلائے جاؤ گے۔

اور پھر قبر کا مرحلہ ہے، کہ جہاں سے حساب و کتاب کی ابتداء ہو جاتی ہے، اور برزخ کے مراحل کو انسان طے کرتا ہے، جہاں انسان کا عقیدہ اور اس کے کیے ہوئے اعمال کے علاوہ کوئی اس کا سہارا نہیں ہوتا۔ یہاں اعمال بھی اسی وقت انسان کا ساتھ دیتے ہیں جب عقیدہ درست ہو، ورنہ اس شخص کا کیا حساب و کتاب ہوگا کہ جس کی بنیاد اور عقیدہ ہی خراب ہو۔

پیشِ نظر کتاب کا موضوع ’قبر اور قیامت‘ قرار دیا گیا ہے، اور اس میں ہماری گفتگو اسی موضوع سے متعلق ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے بارے میں ہوگی کہ جن کے جوابات معصومین علیہم السلام نے عطا فرمائے ہیں جو کہ آپ قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

اختصار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات ابتداء میں ہی عرض کر دی جائے کہ موضوع اور پیش کردہ عرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتابچہ پانچ مراحل پر مشتمل ہوگا۔

۱) موت اور اس وقت کے حالات	۲) قبر اور برزخ
۳) معاد (قیامت)	۴) باب الاعمال
۵) کچھ سوالات	۶) خلاصۂ کلام

ان تمام موضوعات کے تعارف اور پھر اس موقع پر پیش آنے والے حالات کا تذکرہ، اس سے متعلق سوالات و جوابات اور ان مشکلات سے بچاؤ کا حل، یہ تمام چیزیں کلام پروردگار اور کلام

معصومین علیہم السلام کی روشنی میں ہی بیان کی جائیں گی کہ جس کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

اس کتابچہ کی تیاری میں خاتم المحدثین شیخ عباس قمیؒ کی کتاب منازل الآخرة اور دیگر کتب سے مدد لی گئی ہے۔ یقیناً یہ مختصر کتابچہ اس موضوع کی تمام تفصیلات کو بیان کرنے کے لیے ناکافی ہے لیکن اس سلسلے کی یہ کوشش اس اصول کے پیش نظر کی جارہی ہے کہ (ما لا یدرک کله لا یترک کله) یعنی جسے مکمل حاصل نہیں کیا جاسکتا اسے مکمل ترک بھی نہیں کردینا چاہیے، بارگاہ رب العزت میں محمد وآل محمد علیہم السلام کے صدقے میں دعا گو ہوں کہ اس کتابچے کو احسن انداز سے مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور آخرت کا سرمایہ قرار دے۔۔۔آمین۔

موت

اہلبیت علیہم السلام کی نظر میں موت

موت امیر المؤمنین علیہ السلام کی نظر میں

ابن بابویہ نقل کرتے ہیں: امیر المؤمنین علیہ السلام سے موت کے بارے میں پوچھا گیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ نیکوکاروں کے لیے عظیم ہے۔ موت تین صورتحال میں سے ایک طریقے سے وارد ہوتی ہے۔

۱۔ یا ہمیشہ کی نعمتوں کی بشارت ہے۔

۲۔ یا ہمیشہ عذاب میں رہنے کی وعید ہے۔

۳۔ یا خوف اور پریشانی کی کیفیت ہے، یعنی اس کا امر مبہم ہو اور نہ جانتا ہو کہ وہ کس زمرے میں حساب کیا جائے گا۔

پس جو ہمارا موالی اور ہمارا اطاعت گذار ہوگا، تو اسے ہمیشہ کی نعمت کی بشارت ہے۔ اور جو ہمارا دشمن ہے اور ہمارے امر کا مخالف ہے، اسے ہمیشہ کے عذاب کی بشارت ہے۔ اور وہ کہ جس کا حال مبہم ہے اور اسے نہیں معلوم کہ کیا ہوگا، پس وہ ایسا مؤمن ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا۔ اس کے پاس مبہم خبر ہی ہوگی، پھر اللہ اسے ہمارے دشمنوں کے برابر ہرگز نہیں رکھے گا، بلکہ انہیں ہماری شفاعت سے آگ سے نکال دے گا۔ پس تم لوگ عمل انجام دو اور اطاعت کرو۔ صرف بھروسے پر مت رہو اور اللہ کے عذاب کو چھوٹا مت سمجھو، اس لیے کہ گناہگاروں میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے کہ جن تک ہماری شفاعت تین لاکھ سال بعد پہنچے گی۔

(معانی الاخبار ۲/ ۲۸۸)

موت امام حسین علیہ السلام کی نظر میں

معانی الاخبار کی روایت میں ہے کہ روز عاشور جب مولا حسین علیہ السلام پر سختیاں اور مصائب بڑھتے جارہے تھے تو ان کے ساتھی ان ہی کی طرف دیکھتے تھے جبکہ امام علیہ السلام ان کے برخلاف نظر آتے تھے، اس لیے کہ مصائب کے بڑھنے کے ساتھ لوگوں کے رنگ بدلتے جارہے تھے، جسم میں تھرتھراہٹ اور دلوں میں رعب کی کیفیت تھی لیکن امام حسین علیہ السلام اور ان کے بعض ساتھیوں کی حالت بالکل مختلف تھی، ان کے رنگ کھلتے جارہے تھے، ان کے اعضاء سکون میں تھے، ان کے نفوس اطمینان میں تھے، اس پر کسی نے کسی سے کہا: دیکھو انہیں تو موت سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: صبر کرو، اے عزت داروں کے بیٹوں! موت کیا ہے، فقط ایک پُل ہے، جسے تم عبور کر کے پریشانی اور تکلیف سے نکل کر وسیع جنت اور دائمی نعمتوں کی طرف چلے جاؤ گے۔ پس تم میں کون ایسا ہے جو قید سے نکل کر قصر و محل کی طرف جانا پسند نہ کرے۔ اور تمہارے دشمن وہ ہیں کہ جو قصر سے نکل کر قید اور عذاب میں جائیں گے۔ میرے بابا نے مجھ سے فرمایا ہے اور انہوں نے میرے جد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے اور موت ایک پل ہے، ان کے لیے جنت جانے کا اور دوسروں کے لیے جحیم (جہنم) میں جانے کا۔ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔

(معانی الاخبار ۳/ ۲۸۸)

موت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا، آپ علیہ السلام موت کو بیان فرمائیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: موت مؤمن کے لیے ایک بہترین خوشبو کی طرح ہے، جسے سونگھتے ہوئے انسان سو جائے، پس اس کی تمام تھکاوٹ اور درد ختم ہو جاتے ہیں۔ اور کافر کے لیے موت ایسی ہے جیسے سانپ کا ڈسنا اور بچھو کے ڈنک مارنے کے مترادف ہے بلکہ اس سے زیادہ شدید ہے۔۔۔

پھر پوچھا گیا: اس کافر کے بارے میں کیا کہ جسے دیکھتے ہیں کہ اس کی نزع کا وقت بہت آسان ہوتا ہے، لوگوں سے ہنستے ہوئے گفتگو کرنے کے دوران ہی اس کی جان نکل جاتی ہے جب کہ مؤمنین میں سے بھی بعض افراد ایسے ہی ہوتے ہیں، تو سکرات موت کے وقت مؤمن اور کافر کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے؟

اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک مؤمن کی موت کے وقت راحت اور آرام، اس کا جلد عطا کیا جانے والا ثواب ہے، اور اس کے لیے اس کی موت کا سخت ہونا اس کا گناہوں سے پاکیزہ ہونا ہے، پس جب (سخت موت کے بعد) اسے آخرت کی طرف لایا جاتا ہے تو وہ صاف ستھرا اور پاکیزہ ہو جاتا ہے اور ثواب کا مستحق قرار پاچکا ہوتا ہے، پھر اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہ جاتا جو اس کے اجر میں رکاوٹ بن سکے۔

اور کافر کی روح کا آسانی سے نکلنا اس کے لیے اس کی دنیا میں انجام دی گئی نیکیوں کا بدلہ ہوتا ہے، تاکہ جب وہ آخرت کی طرف آئے تو اس کے نامۂ اعمال میں سوائے عذاب کے کوئی چیز باقی نہ رہ جائے اور کافر کی موت کا سخت ہونا اس کی نیکیوں کے اختتام کے بعد اس کے عذاب کی ابتداء ہے، اس لیے کہ اللہ عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

(معانی الاخبار ۱/ ۲۸۷)

موت سے کراہت

معصومین علیہم السلام کے کلام کی روشنی میں یہ بات نہایت ہی واضح ہے کہ مومن کے لئے موت درحقیقت اس کی آسائشوں کے سفر کا آغاز ہے اور کافر کے لئے اس کی سختیوں کے سفر کی ابتداء لیکن یہ امر بھی غور طلب ہے کہ بہر حال انسان مرنا نہیں چاہتا اور موت سے کراہت محسوس کرتا ہے۔

آیئے دیکھئے اہلبیت علیہم السلام کے کلام کی روشنی میں کہ آخر موت سے کراہت رکھنے کی کیا ممکنہ وجوہات ہوسکتی ہیں۔

دنیا سے محبت

موت سے کراہت کی ایک اہم وجہ دنیا سے دوستی ہے کہ انسان دنیا کی نعمتوں میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ پھر آخرت اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ دنیا کے بارے میں جو اقوال بیان کیے جاتے ہیں ان سے یہی ظاہر ہے کہ دنیا کے پیچھے بھاگنے والا کبھی اسے پا نہیں سکتا اور اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا جبکہ دنیا کو طلاق دینے والے کے لیے یہ خود اپنے آپ کو قدم بوس کر دیتی ہے۔

افسوس کہ آج دنیا میں ہزاروں نعرے ایسے ہیں کہ جن میں یہی پیغام ہماری نوجوان نسل تک منتقل کیا جاتا ہے کہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے، دنیا میں اپنی مرضی سے جینا چاہیئے وغیرہ۔ میڈیا بھی اسی طرح ہمارے سامنے مغلظات اور اس طرح کے ڈرامے اور پراگرامز پیش کرتا ہے کہ جو ضبط و تحمل، رواداری، دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور اتحاد سے نہ صرف خالی اور عاری ہوتے ہیں بلکہ اس کے مقابل نفرتوں کے بیج بوتے ہیں۔

جب انسان دنیاوی لذتوں کا عادی بن جاتا ہے اور ان کے حصول کے لیے رات اور دن محنت کرتا ہے تو کیسے وہ پسند کرے گا کہ اسے موت آئے اور ان تمام چیزوں کو ترک کرنا پڑے۔ اور دوسری طرف اتنے گناہ کرنے کے بعد کیسے اسے اچھا لگے گا کہ اسے حساب و کتاب کے مراحل سے قریب ہونا پڑے۔ اسی وجہ سے وہ موت سے خوف کھاتا ہے، کبھی اس سے قریب ہونے یا بعض اوقات اس کا تذکرہ تک سننے کا روادار نہیں ہوتا۔ علاوہ برایں قرآن مجید میں دنیا کی محبت کو کفار کی صفات میں شمار کیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَائَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُوْنَ

﴿یونس (۱۰): ۷﴾

ترجمہ: یقیناً جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہیں اور دنیاوی زندگی پر ہی راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

أَرَضِيتُم بِالْحَيٰوةِ الدُّنيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ

﴿ التوبة (۹): ۳۸ ﴾

ترجمہ: کیا تم آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے ہو، تو یاد رکھو کہ آخرت میں اس دنیاوی متاعِ زندگانی کی حقیقت بہت قلیل ہے۔

یہودیوں کے لیے فرمایا:

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ

﴿ بقرة (۲): ۹۶ ﴾

ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دیکھیں گے کہ یہ زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہیں اور بعض مشرکین تو یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ہزار برس کی عمر دے دی جائے، جبکہ یہ ہزار برس بھی زندہ رہیں تو طولِ حیات انہیں عذابِ الٰہی سے نہیں بچا سکتا، اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اس بارے میں آیات کے ساتھ کثیر تعداد میں روایات بھی موجود ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر یہاں ایک مشہور حدیثِ نبوی کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

حب الدنيا راس كل خطيئة

ترجمہ: دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

موت سے دوستی

اہم ترین بات یہ ہے کہ انسان موت کو اللہ سے ملاقات کا ذریعہ سمجھے اور موت کو برا نہ سمجھے اور

موت کی وحشت نا کی سے خوف ضرور باقی رکھے تاکہ اس دنیا میں گناہوں سے توبہ کرے، اپنے نفس کی اصلاح کرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں انجام دے اور جس حالت میں بھی خدا اس کے لیے موت کو مقرر کرے اسی حالت میں اس کو نعمت خداوندی سمجھے کہ کتنا جلدی اللہ نے اسے ثواب کے گھر میں پہنچا دیا۔ اور اگر گنہگار رہے تو سمجھے کہ موت کے وسیلے سے گنہگاری کے رشتہ کو ختم کر دیا اور کم سزا کا مستحق قرار پایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ موت میں خدا کی رضا پر راضی رہے اور دارالغرور (دھوکے کا مقام جو کہ دنیا ہے) سے دارالسرور (خوشی کا گھر جو کہ آخرت ہے) میں پہنچنے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام سے وصال نیز نیک روحوں کی ملاقات سے خوش ہو۔ اسی طرح جب تک پروردگار عالم چاہے تاخیر موت اور طولِ عمر پر راضی رہے تاکہ اس دنیائے فانی میں آخرت کے طولانی سفر کے لیے زیادہ سامانِ سفر جمع کر سکے۔

روحیں کیسے قبض ہوتی ہیں؟

احادیثِ معراج کے ضمن میں روح کے قبض ہونے کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے ایک تختی موجود ہے جس پر تمام نام تحریر ہیں، جس کی موت آجاتی ہے اس کا نام تختی سے صاف ہو جاتا ہے فوراً عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ ایک لمحے میں یہ ممکن ہے کہ ہزاروں انسانوں کے نام صاف ہو جائیں اور ایک ہی وقت میں ہزاروں افراد کی روح قبض کر لی جائے، اس لیے تعجب نہیں کرنا چاہیے، درحقیقت مارنے والا خدا ہے جیسا کہ قبض روح کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

﴿زمر (۳۹): ۴۲﴾

ترجمہ: موت کے وقت اللہ روحوں کو قبض کرتا ہے۔

اور باذن خدا، فرشتہ موت (عزرائیل علیہ السلام) اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ

﴿السجدة(۳۲):۱۱﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ تمھیں ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) موت دیتا ہے جو کہ تم پر موکل کیا گیا ہے، اس کے بعد تم سب پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیۡ اَنۡفُسِهِمۡ

﴿النساء(۴):۹۷﴾

ترجمہ: جن لوگوں کی فرشتوں نے اس حالت میں روح قبض کی جبکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

انسان کو مارنے والے عزرائیل علیہ السلام اور ان کے اعوان و انصار فرشتے ہیں۔ یہ تینوں درست ہیں۔ کیونکہ عزرائیل علیہ السلام اور ان کے مددگار فرشتے اللہ کے حکم سے ہی روح قبض کرتے ہیں جیسا کہ لشکر بادشاہ کے حکم سے دوسری حکومتوں کو فتح کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں لشکر نے فلاں ملک کو فتح کیا۔ درحقیقت یہ فتوحات بادشاہ کی فہم و فراست اور حکمرانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ یہ تمام مثالیں حقیقت کو سمجھانے کے لیے ہیں ورنہ حقیقت اس سے بالاتر ہے۔ درحقیقت زندہ کرنے والا اور مارنے والا خدا ہی ہے۔

پروردگار عالم نے جیسا کہ اس دنیا کو دارالاسباب قرار دیا ہے، یعنی ہر عمل کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے، اسی طرح موت کے لیے بھی اسباب معین فرمائے ہیں۔ جیسے کبھی کسی انسان کا مریض ہوجانا، قتل ہوجانا، حادثہ میں مرجانا، گر کر مرجانا وغیرہ۔ یہ تمام موت کے اسباب اور بہانے ہیں ورنہ کئی اشخاص ایسے ہیں کہ امراض شدیدہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور صحت یاب ہوجاتے ہیں اور بعض افراد کو بس بیٹھے بیٹھے موت آجاتی ہے۔ اسباب فقط یہی نہیں بلکہ اگر اللہ کی طرف سے مقررہ مدت حیات مکمل ہوجائے تو پروردگارِ عالم اسے موت دے دیتا ہے۔

موت ہر ایک کے لیے حتمی ہے لیکن اس کی کیفیت مختلف ہوسکتی ہے، بعض انسانوں کی روح آسانی کے ساتھ اور بعض کی سختی کے ساتھ قبض کی جاتی ہے۔ روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ مرنے والا محسوس کرتا ہے کہ گویا اس کے بدن کو قینچی سے کاٹا جارہا ہے یا چکی میں پیسا جارہا ہے اور بعض کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا پھول سونگھ رہے ہیں:

اَلَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمُ ادۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ.

﴿النحل (۱۶): ۳۲﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں تم پر سلام ہو، اب تم اپنے نیک اعمال کی بناء پر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ بھی کوئی قاعدۂ کلیہ نہیں کہ ہر مؤمن کی جان آسانی کے ساتھ قبض کی جاتی ہے بلکہ اکثر مؤمنین ایسے ہیں کہ لطفِ خداوندی شامل حال ہوتا ہے لیکن بعض گناہوں کی وجہ سے جان سختی سے بھی نکلتی ہے تاکہ مؤمن دنیا میں ہی گناہوں کی کثافتوں سے پاک ہو جائے اور اسی طرح کفار کے لیے بھی موت کی کیفیت میں فرق ہے۔

فَکَیۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡھَھُمۡ وَاَدۡبَارَھُمۡ

﴿محمد (۴۷): ۲۷﴾

ترجمہ: تو جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے (اس وقت) ان کے چہروں اور پشت پر مارتے جائیں گے۔

کبھی کفار و فاسق لوگوں کی جان آسانی سے قبض ہوتی ہے کیونکہ یہ شخص اہل عذاب میں سے ہے، لیکن اپنی زندگی میں کچھ اچھے کام کیے جیسے یتیم پر خرچ کیا اور مظلوم کی فریادرسی کی لہٰذا اس کا حساب اسی جگہ بے باق کرنے کے لیے جان آسانی سے نکلتی ہے تاکہ آخرت میں اس کا نیکی کے معاوضہ کا مطالبہ

ختم ہو جائے۔

درحقیقت قبضِ روح، کافر کے لیے پہلی بدبختی ہے چاہے جان آسانی سے نکلے یا سختی کے ساتھ اور مؤمن کے لیے موت، نعمت اور سعادت ہوتی ہے چاہے جان کنی میں سختی ہو یا آسانی۔اسی وجہ سے مؤمن یا کافر کی نسبت سے آسانی یا سختی کو حتمی قانون قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سکراتِ موت (احتضار کی کیفیت)

روح نکلنے کا مرحلہ

موت ظاہری اعتبار سے انسان کے بدن سے روح کے نکل جانے کا نام ہے لیکن جب اس بارے میں قرآن واہلبیت علیہم السلام کے بیانات کو دیکھا جائے تو روح نکلنے کی کیفیت اور حالات کے بارے میں کئی رازوں سے پردہ اٹھتا ہے:

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَجَائَتُ سَكُرَةُ الْمَوُتِ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ مَا كُنتَ مِنهُ تَحِيدُ

﴿ ق(۵۰):۱۹ ﴾

ترجمہ: اور موت کی بیہوشی حق کے ساتھ آگئی یہ وہی تو ہے جس سے تم کنارہ کیا کرتے تھے۔

یہ مرحلہ بہت دشوار ہے جس میں ہر طرف سے مصائب وشدائد مرنے والے کی طرف بڑھتے ہیں۔ایک طرف تو مرض اور درد کی شدت، بندشِ زبان، اعضائے جسمانی کی کمزوری اور دوسری طرف اہل وعیال کی چیخ وپکار، ان کی جدائی، بچوں کی بے کسی اور یتیمی کا غم اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنی دولت، مکانات، جاگیروں اور ان نفیس چیزوں کے ذخیروں کی جدائی کا غم جن کے حصول کے لیے اس نے اپنے بے شمار وسائل سے کام لے کر اپنی زندگی کو صرف کیا تھا۔بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اکثر مال لوگوں سے ظلم کے ذریعہ غصب کیا تھا اور جس قدر مال سے تعلق اور قبضہ زیادہ ہوتا گیا وہ سانپوں کا خزانہ بنتا گیا اور واپس نہ کیا۔اب ایسے وقت میں وہ اپنے بگڑے ہوئے کاموں کی طرف متوجہ ہوا جب کہ

وقت گزر چکا اور اصلاح کے راستے بند ہو گئے۔ جیسا کہ امیر المومنین مولا علی علیہ السلام نے فرمایا:

یتذکر اموالا جمعها اغمض فی مطالبها واخذها من مصرحاتها و مشتبهاتها قد لزمته تبعات جمعها واشرف علی فراقها تبقی لمن ورائه ینعمون بها فیکون المهنا لغیره العِبْءُ علی ظهره.

(نهج البلاغه/خطبه ۱۰۵)

ترجمہ: محتضر دولت کو یاد کرتا ہے جس کو اس نے جمع کیا اور اس کے طلب کرنے میں سخت کوشاں رہا اور مشتبہات کی پرواہ نہ کی، جو اسے جمع کرنے میں درپیش آتے رہے یہاں تک کہ اب وہ اس دولت سے جدا ہونے لگا اور وہ مال اس کے وارثوں کے لیے بچ رہا، جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں پس اس کی تکلیف اس نے اٹھائی اور فوائد پچھلوں کے لیے تھے۔

اور اسی کے ساتھ دوسری طرف اس دنیا سے عالم آخرت میں منتقل ہونے کے خوف سے اس کی آنکھیں ایسی خوفناک چیزیں دیکھتی ہیں جو اس نے اس سے قبل نہ دیکھی تھیں۔

فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَائَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

﴿ق (۵۰):۲۲﴾

ترجمہ: ہم نے تمہاری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا پس تمہاری نگاہ بہت تیز ہوگئی۔

وقت احتضار (موت کے آخری وقت) میں مرنے والا ملائکہ کے غضب کو اپنے پاس دیکھتا ہے اور فکر مند ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اللہ کیا حکم کرتا ہے۔

مومن کے لئے جان کنی کا مرحلہ

معصومین علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو مومن کے لئے جان کنی کے وقت مختلف کیفیتوں کا تذکرہ ملتا ہے:

بعض روایات ملاحظہ ہوں۔

تکلیف کے عالم میں موت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک شخص کے قریب پہنچے جو سکرات موت کی کیفیت میں تھا اور خود کو بلانے والوں کو جواب نہیں دے پا رہا تھا، تو لوگوں نے امام علیہ السلام سے عرض کی: یابن رسول اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ موت کی کیفیت کو جانیں اور اس مرنے والے کی حالت کو بھی جانیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: موت ایک چھلنی ہے، جو مؤمنین کو ان کے گناہوں سے چھان دیتی ہے، یہ وہ آخری درد ہوتا ہے جو انہیں پہنچتا ہے، اس آخری گناہ کے بدلے میں کہ جو ان کے نامۂ اعمال میں رہ گیا ہو۔ اور یہ کافروں کو ان کی نیکیوں سے چھان دیتی ہے، پس یہ ان کے لیے آخری لذت و نعمت و راحت ہوتی ہے جو انہیں ملتی ہے، اس آخری نیکی کے ثواب کے بدلے میں جو ان کے نامۂ اعمال میں رہ گئی ہوتی ہے۔

پس تمہارا ساتھی اب تمام گناہوں سے پاک ہو گیا ہے اور تمام گندگیوں سے دھل چکا ہے اور خالص ہو چکا ہے اتنا خالص کہ جیسے ایک میلے کپڑے کو دھو کر اس کے میل کو دور کر دیا جاتا ہے اور اب یہ ہم اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ ہمارے گھر میں معاشرت (ساتھ رہنے) کے قابل بن چکا ہے، جو کہ ہمیشہ باقی رہنے والا گھر ہے۔

(جامع الاخبار/ ۱۹۵)

بے خوفی کی موت:

سدیر صیرفی سے منقول ہے کہ: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا: یابن رسول اللہ! میں آپ علیہ السلام پر فدا ہو جاؤں، کیا مؤمن روح قبض ہونے سے ڈرتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم! جب ملک الموت مؤمن کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کچھ دیر کے لئے مومن خوفزدہ ہوتا ہے، پس ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ: اے اللہ کے ولی! مت ڈرو، اس اللہ کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا، میں تمہارے لیے تمہارے پاس موجود رحم دل باپ

سے زیادہ شفیق اور زیادہ فیاض ہوں، اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھو!

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: (جب وہ آنکھیں کھولے گا تو) اس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور ان کی ذریت سے بقیہ ائمہ علیہم السلام کی صورت ہوتی ہے۔ پس اس سے کہا جاتا ہے: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، امیر المؤمنین علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور ائمہ علیہم السلام تمہارے رفیق ہیں۔

فرماتے ہیں: پھر وہ اپنی آنکھوں کو کھولتا ہے اور ان کی طرف نگاہ کرتا ہے، پس ایک منادی اس کی روح کو رب العزت کی جانب سے آواز دیتا ہے، (یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کی جانب مطمئن نفس (اِرْجِعِیْ اِلیٰ رَبِّکِ رَاضِیَةً) پلٹ آ تیرے رب کی جانب ولایت سے راضی ہو کر (مَرْضِیَّةً) اس کے ثواب پر راضی ہو کر (فَأدْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ) پس داخل ہو جا میرے بندوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت علیہم السلام میں (وَأدْخُلِیْ جَنَّتِیْ) اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس اس کے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات اپنی روح کو حوالے کرنے اور اس پکارنے والے سے مل جانے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔

(الکافی ۳/ ۱۲۷، ب۔۲)

معصومین علیہم السلام کی حاضری میں موت

اکثر روایات میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اطہار علیہم السلام وقت احتضار ہر شخص کے سرہانے نورانی اور مثالی بدنوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ امام رضا علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک مرنے والے شخص کے پاس تشریف لے گئے اس نے آپ علیہ السلام کے چہرے پر نگاہ کی اور عرض کرنے لگا، اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام تا حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سب حاضر ہیں اور آپ علیہ السلام کی صورت نوریہ بھی حاضر ہے۔

(بحار الانوار، ج۔۳)

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ ہر شخص احتضار کے وقت اپنی محبت اور معرفت کے مطابق

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آلِ اطہار علیہم السلام سے ملاقات کرتا ہے۔ چاہے کافر ہو یا مؤمن۔ یہ ملاقات مؤمنین کے لیے نعمت پروردگار اور کافر و منافق کے لیے قہر جبار۔ جیسا کہ امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت میں اس طرح وارد ہوا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلیٰ نِعْمَةِ اللهِ عَلَى الْأَبْرَارِ وَ نِقْمَتِهِ عَلَى الْجَبَّارِ

ترجمہ: سلام ہو ان پر جو نیکوکاروں کے لیے اللہ کی نعمت اور جباروں پر اللہ کی نقمت ہیں۔

کفار اور بدکاروں کی قبضِ روح

دوسری طرف شیاطین اپنے اعوان وانصار کے ساتھ محتضر کو شک میں مبتلا کرنے کے لیے اس کے پاس جمع ہوتے ہیں، جس کے ذریعہ اس کا ایمان چھن جائے اور وہ دنیا سے کافر اٹھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ملک الموت کے آنے کا خوف کہ وہ کس ہیئت (صورت) میں ہوگا اور وہ اس کی روح کو کس طرح قبض کرے گا۔ آسانی کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فاجتمعت علیه سکرات الموت فغیر موصوف ما نزل به

اس پر سکرات موت جمع ہو گئے پس اسے نہیں معلوم کہ وہ کیا لے کر اتریں گے۔

شیخ کلینیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کو آنکھوں کے درد کا عارضہ ہوا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ علیہ السلام کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام درد کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دریافت کرنے پر امیر المؤمنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے اب تک اس شدت کا عارضہ کبھی نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام! جب ملک الموت کافر کی روح قبض کرنے کے لیے آتا ہے، تو وہ اپنے ساتھ آگ کا ایک گرز لاتا ہے جس کے ذریعہ اُس کی روح کو کھینچتا ہے پس جہنم اسے پکارتی ہے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ بات سنی تو اٹھ بیٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس حدیث کا اعادہ فرمائیں، کیونکہ مجھے درد کی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے اور پوچھا آقا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے بھی کسی کی روح اس طرح قبض کی جائے گی۔ فرمایا: ہاں! تین اشخاص کی جان میری امت میں

سے اس طرح قبض کی جائے گی۔

۱) ظالم حاکم

۲) جس شخص نے یتیموں کا مال بذریعہ ظلم غصب کیا ہو۔

۳) جھوٹی گواہی دینے والے کی۔

موت کے وقت کفر اختیار کر لینا

انسان اپنے اعمالِ نیک و بد کا نتیجہ جان کنی کی آسانی اور سختی میں بھی دیکھ لیتا ہے۔ بعض تو ایسے ہیں کہ اپنی بداعمالی کی بنا پر مرتے وقت کافر ہو جاتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ اَسَآؤُا السُّوٰٓئَ اَنْ كَذَّبُوا بِاٰيَاتِ اللهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِؤُنَ

﴿روم (۳۰): ۱۰﴾

ترجمہ: اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے۔

ایک وجہ سکرات کے وقت کی پریشانی کی یہ بھی ہوتی ہے کہ جب کوئی باطنی طور پر نجس شخص اس کے قریب آ جائے۔ جیسا کہ کثیر روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ سکرات موت کے وقت میں اور اس کے بعد حیض و نفاس والی عورتیں اور جنب لوگوں کا محتضر کے پاس رہنا، ملائکہ کے تنفر اور میت کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

علل الشرائع میں شیخ صدوق ؒ کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لا تحضر الحائض و الجنب عند التلقين لان الملائكة تتاذى بهما.

''حائضہ اور جنب افراد تلقین کے وقت، قریب نہ رہیں کیونکہ ملائکہ ان سے متنفر ہوتے ہیں۔

قبر

آخرت کی ہولناک سفر کی منازل میں سے ایک منزل قبر ہے، جو ہر روز ندا دیتی ہے:

انا بیت الغربة　　میں غربت کا گھر ہوں

انا بیت الوحشة　　میں ڈراؤنا گھر ہوں

انا بیت الدود　　میں کیڑوں کا گھر ہوں

اس منزل میں بڑی دشوار گزار گھاٹیاں ہیں اور بڑے ہولناک مقامات ہیں اور اس کی طرف ہر ایک کو ہی جانا ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے مسلسل ہر ایک کے لیے یہ پیغام روزانہ نازل ہوتا ہے، اگرچہ انسان اپنی کثافت قلبی کی بناء پر اسے سن نہیں پاتا لیکن رسول ﷺ کی زبانی اس حدیث کے ذریعے ضرور ہم تک پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات کو نازل ہوتا ہے اور آواز دیتا ہے۔

اے بیس سال کی عمر پانے والو! کوشش اور اہتمام کرو اور اپنی پوری طاقت خرچ کرو (اللہ کی راہ میں)۔

اے تیس سال کی عمر پانے والو! تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔

اے چالیس سال کی عمر پانے والو! تم نے اپنے رب سے ملاقات کے لیے کیا تیاری کی ہے۔

اے پچاس سال کی عمر پانے والو! تمہارے پاس ڈرانے والا آ گیا۔

اے ساٹھ سال کی عمر پانے والو! فصل کاٹنے کے وقت میں بیج بولو۔

اے ستر سال کی عمر پانے والو! تمہیں ندا دی جا چکی ہے، پس اس کا جواب دو۔

اے اسّی سال کی عمر پانے والو! تمہارا وقت آ چکا ہے اور تم اب تک غافل ہو۔

پھر فرمایا: اگر رکوع کرنے والے بندے، خشوع کرنے والے مرد، دودھ پیتے بچے اور

چرنے والے بے شمار چوپائے نہ ہوتے، تو تم پر بہت زیادہ عذاب نازل ہو چکا ہوتا۔

(ارشاد القلوب دیلمی۔ص۳۲)

قبر کی مشکلات اور مراحل میں سے چند کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

قبر کی تاریکی و تنہائی:

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے جب میت کو قبر کے پاس لایا جائے تو فوراً اسے قبر میں نہیں اتارنا چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ قبر بڑی ہولناک جگہ ہے اور صاحبِ قبر خدا تعالیٰ کے خوف سے پناہ مانگتا ہے۔ میت کو تھوڑی دیر کے لیے قبر سے کچھ دور رکھنا چاہیے تاکہ میت کچھ ستا کر قبر کی خوفناک منزل کے لیے ہمت اور طاقت پیدا کر سکے۔ پھر تھوڑا چل کر رک جانا چاہیے، پھر قبر کے پاس لے جایا جائے۔

قبر کی تاریکی، سوالات مُنکر ونکیر، فشارِ قبر اور دوزخ کا عذاب ہولناک مراحل ہیں۔ اس لیے دوسروں کے لیے باعث عبرت ہے کہ میت کے حالات میں غور وفکر کریں، کیونکہ کل یہی مراحل اسے بھی درپیش ہوں گے۔ ایک حدیث میں یونس سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا: کہ جب تو میت کو قبر کے پاس لے جائے اسے تھوڑی سی مہلت دے تاکہ وہ منکر ونکیر کے سوالات کے لیے استطاعت پیدا کر سکے۔

براء بن عازب سے جو مشہور صحابی تھے، منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کی نظر لوگوں پر پڑی جو ایک جگہ جمع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ لوگ یہاں پر کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر کھودنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ براء کہتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کا نام سنا تو جلدی جلدی ان کی طرف چل دیئے اور وہاں پہنچ کر قبر کے ایک کنارے پر بیٹھ گئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا تاکہ میں دیکھ سکوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تر ہو گیا، پھر ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

اِخُوَانِیُ لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوا

یعنی: بھائیو! اس مکان کے لیے تیاری کرو۔

شیخ بہائیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی حکیم کو دیکھا جسے مرتے وقت سوائے حسرت و یاس کے اور کچھ میسر نہ ہوا۔ اس مرنے والے سے پوچھا گیا کہ تیرا یہ حال جو ہم دیکھ رہے ہیں کس وجہ سے ہے۔ اس محتضر نے جواب دیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا گمان کرتے ہیں جو ایک طویل سفر پر بغیر زادِ راہ کے چلا جائے اور بغیر کسی مونس و غمخوار کے وحشتناک قبر میں سکونت کرے اور حاکمِ عادل کے سامنے بغیر کسی دلیل کے پیش ہو۔

قطب راوندی سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو ان کی وفات کے بعد صدا دے کر کہا: اے مادر گرامی! میرے ساتھ کلام کیجئے۔ کیا آپ علیہا السلام دنیا میں واپسی کی خواہش مند ہیں؟ تو حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے جواب دیا: ہاں! تا کہ لمبی سرد راتوں میں نمازیں پڑھوں اور لمبے گرم دنوں میں روزہ رکھوں۔ اے میری جان! یہ راستہ سخت و دردناک ہے۔

منقول ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ جب میں رحلت کر جاؤں تو آپ علیہ السلام ہی مجھے غسل و کفن دیجئے گا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں اتاریئے گا اور لحد میں لٹا کر میرے اوپر مٹی ڈالئے گا۔ پھر میرے سرہانے میری صورت کے بالمقابل بیٹھ کر میرے لیے قرآن خوانی کیجیے گا اور میرے لیے زیادہ دعا کیجیے گا۔ کیونکہ یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں مُردہ، زندہ کے انس و محبت کا محتاج ہوتا ہے۔

جب فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو مولا امیر المومنین علیہ السلام روتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری والدہ دنیا سے گذر گئی کیونکہ ان کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عجیب تعلق تھا، اس اعتبار سے کہ آپ ہی نے ایک مدت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کفالت میں رکھا۔

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے پیراہن میں کفن دیا، کچھ دیر قبر میں لیٹ کر دعا کرتے

رہے، دفن کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر قبر پر کھڑے رہے، پھر آواز دی: **ابنک ابنک لا عقیل ولا جعفر.** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ان اعمال کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دن بروز قیامت برہنہ اٹھنے کا ذکر ہوا تو فاطمہ سلام اللہ علیہا بہت روئیں اور مجھ سے کہا کہ اپنے پیراہن میں کفن دیجئے گا اور فشارِ قبر سے ڈرتی تھیں اس لیے میں خود قبر میں لیٹ گیا اور دعا کی تاکہ پروردگار عالم ان کو فشارِ قبر سے امان دے اور یہ جو میں نے کہا (ابنک۔۔۔) یہ اس وجہ سے تھا کہ منکر ونکیر نے سوال کیا: تمہارا خدا کون ہے؟ جواب دیا: اللہ۔ پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا، تو جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب امام کے متعلق سوال ہوا تو فاطمہ سلام اللہ علیہا جواب نہ دے سکیں تو میں نے کہا: کہو علی علیہ السلام آپ کا بیٹا، نہ جعفر اور نہ ہی عقیل۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا اس جلالت شان کی مالک کہ تین دن تک حضرت علی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت خانۂ کعبہ کے اندر پروردگار عالم کی مہمان رہیں، امیر المؤمنین علی علیہ السلام جیسے معصوم ومطہر بچے کی پرورش کا مقام آپ سلام اللہ علیہا کا بدن رہا اور آپ سلام اللہ علیہا دوسری عورت تھیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، اتنی عبادات کے باوجود ان عقبات سے ڈرتی رہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ اس قدر مہربانی فرمائی۔ اتنے واقعات کے ہوتے ہوئے بھی ہم اپنے حالات کی فکر نہیں کرتے اور فشارِ قبر اور قیامت کے روز کی برہنگی کا غم نہیں کرتے۔

قبر کی پہلی رات

سید بن طاؤسؒ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میت پر قبر میں پہلی رات سے زیادہ سخت گھڑی کوئی اور نہیں ہوتی، لہٰذا اپنے مردوں پر صدقہ کے ذریعہ رحم کرو۔ اگر تمہارے پاس صدقہ دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہے تو تم میں سے کوئی شخص میت کے لیے دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور دو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ **اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ** پڑھے۔ پھر سلام پڑھ کر نماز کو ختم کرے اور اس طرح کہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ ابۡعَثۡ ثَوَابَهَا اِلیٰ قَبۡرِ ذٰلِکَ الۡمَیِّتِ فلان بن فلان.

اللہ تعالیٰ اسی وقت اس میت کی قبر پر ایک ہزار ملائکہ کو لباس اور بہشتی حلّے دے کر بھیجتا ہے اور اس کی قبر کو صور پھونکنے (قیامت) تک وسیع اور فراخ کر دیتا ہے اور نماز پڑھنے والے کو بے شمار نیکیاں عطا کرتا ہے اور اس کے لیے چالیس درجے بلند فرماتا ہے۔

تنگی وفشار قبر کا مرحلہ

یہ وہ مرحلہ ہے جس کا محض تصور ہی انسان کو دنیا میں بے چین کرنے کے لیے کافی ہے، حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے اللہ کے بندو! موت کے بعد قبر میں جو کچھ اس شخص کے ساتھ ہوگا، جس کے گناہ معاف نہ ہوں گے وہ موت سے زیادہ سخت ہے، اس کی تنگی، فشار، قید اور تنہائی سے ڈرو، بے شک قبر ہر روز کہتی ہے، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں ہولناکی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے گڑھا۔

یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک قبر کی وہ زندگی جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کو عذابِ قبر سے یاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کافر پر ننانوے اژدھے اس کی قبر میں مسلط کرے گا جو اس کے گوشت کو نوچ لیں گے اور اس کی ہڈیوں کو توڑ ڈالیں گے اور قیامت تک اسی طرح بار بار کرتے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک اژدھا زمین کی طرف سانس لے ڈالے تو زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگنے پائے۔ اے اللہ کے بندو! تمہارے نفس کمزور اور جسم نازک ہیں، جن کے لیے کمزور ترین اژدھا بھی کافی ہے۔

اور آپ کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِی الۡمَوۡتِ، اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیۡ عَلیٰ سَکَرَاتِ الۡمَوۡتِ اَللّٰهم اَعِنِّیۡ عَلیٰ غَمِّ الۡقَبۡرِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیۡ عَلیٰ ضِیۡقِ الۡقَبۡرِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیۡ عَلیٰ وَحۡشَةِ

الْقَبرِ اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ

یعنی: اے پروردگار! میرے لیے موت کو مبارک قرار دے، اے پروردگار! سکرات موت کے موقع پر میری مدد فرما، اے پروردگار! قبر کے غم میں میری مدد فرما، اے پروردگار! قبر کی تنگی میں میری مدد فرما، اے پروردگار! قبر کی وحشت میں میری مدد فرما، اے پروردگار! میرا ازدواج حورالعین سے فرما۔

Green Island
Developmental & Educational Services
(A Project of GIT®)

021-32253606
0336-2783491
gidespk@gmail.com

Let us be the beacon to acquire knowledge and wisdom

New Batches Starting from 27th July, 2015

V - X **XI-XII**

Science & Commerce

B.COM (I-II)

O'&A' LEVEL

Economics, Accounts, Business Studies, Biology, Chemistry, Physics, Maths, Add. Maths

Special Feature

- Well Equipped Computer Lab
- Free Indoor Games for Students
- Gym at discounted rates for students

Experienced Faculty Like

- ST. Joseph College for Women.
- Ayesha Bawany Academy for A level
- The Froebel's School

Campus & Online

Classes are also available

ONLY FOR BOYS

GIDES, Opp.Zainab Panjwani Hospital, Near Fatimiyah Community Centre, Karachi

12:30
Green Island Developmental & Educational Services
Learn ANDROID with
Sir M.Raza Lilani (HOD at Veritas Pakistan)
+27°C
TV
Campus & Online
Classes are also Available
For any queries & registration
contact us on 0333-3855424
IDES
Green Island
Developmental &
Educational Services
(A Project of GIT®)
GIDES, Near Zainab Panjwani Hospital, Opp. Ghusl
Khana Fatimiyah Community Centre, Karachi.

معاد

لغوی اعتبار سے معاد کا لفظ ''عود'' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں لوٹنا یا پلٹنا۔ چونکہ روح دوبارہ بدن کی طرف پلٹتی ہے اس لیے اس کو معاد کہتے ہیں۔ معاد اصول دین میں سے ایک ہے جس پر اعتقاد ہر مسلمان کے لیے واجب ہے۔ اس عقیدے کا خلاصہ یہی ہے کہ ہر انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور اسے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملے گی۔

مسئلہ معاد میں کئی عنوانات پر گفتگو ہوتی ہے جیسے موت، قبر، برزخ، قیامت کبریٰ اور آخر میں بہشت یا دوزخ ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد سے لے کر آخر قیامت کیا ہوگا؟ اس بارے میں عقل صرف اس حد تک راہنمائی کرسکتی ہے کہ جزا اور سزا کا ہونا ضروری ہے لیکن اس کی تفصیلات کے لئے ہمیں ان ہستیوں سے ہی رجوع کرنا پڑے گا جنہیں رب العزت نے کائنات کے اسرار اور معاد کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا ہے اور جن کی خبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعۂ وحی دی ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انسان اپنے اطراف سے زیادہ کسی دوسرے عالم کی معرفت نہیں حاصل کرسکتا، کیونکہ اس کی توانائیاں محدود ہیں۔ مثال کے طور پر وہ بچہ جو رحم مادر کی کائنات اور عالم میں آباد ہے اس کے لیے محال ہے کہ وہ رحم کے باہر عالم دنیا کے بے پایاں فضا اور موجودات کا ادراک کرسکے۔ اسی طرح مادی زندگی گذارنے والا عالم باطن یعنی عالم ملکوت کو نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک کہ اس عالم سے نجات حاصل نہ کرلے۔ مرنے کے بعد کے ماحول کی خصوصیات اس شخص کے لیے جو اس عالم میں آباد ہے غیب کی طرح ہیں اور اس کی معرفت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی تصدیق کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میری عقل سے دور ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا، اس کی بات بالکل قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ اس عالم کی خصوصیات کا عقل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور جو کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل اطہار علیہم السلام نے فرمایا ہے ہمیں اس کا یقین کامل ہونا چاہیے کیونکہ وہ

تمام معصوم ہیں اور محلِ نزول وحی پروردگار ہیں۔

جزا اور سزا کا ادراک کرنا، موت کے بعد ایک نئی حیات کا تصور کرنا یقیناً ہر انسان کے بہت مشکل تھا، اسی لیے بعض انبیاء پر اس طرح کے اعتراضات کیے گئے کہ جن کا جواب اللہ نے انہیں خواب دکھا کر دیا۔

خواب دیکھنے کا سبب:

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتدائے خلقت میں انسان نیند کی حالت میں خواب نہیں دیکھتے تھے مگر بعد میں خالقِ کائنات نے نیند کی حالت میں خواب دکھانے شروع کیے اور اس کا سبب یہ ہے کہ خلاق عالم نے اس زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لیے ایک پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا اور اس نے اپنی قوم کو اطاعت اور پروردگار عالم کی عبادت کی دعوت دی، مگر انہوں نے کہا: اگر ہم تیرے خدا کی عبادت کریں تو اس کا بدلہ کیا دے گا؟ حالانکہ تیرے پاس ہم سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ تو اس پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تم نے اطاعتِ خدا کی تو تمہاری جزاء بہشت ہوگی۔ اگر انکار کیا اور میری بات کو نہ سُنا تو سزا جہنم ہوگی۔ انہوں نے عرض کی: دوزخ اور بہشت کیا چیز ہے؟ اس پیغمبر علیہ السلام نے دوزخ اور بہشت کے اوصاف ان کے سامنے بیان کیے اور تشریح کی۔ انہوں نے عرض کی، یہ بہشت ہمیں کب ملے گی؟ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم مر جاؤ گے۔ کہنے لگے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مردے بوسیدہ ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ان کے لیے جن چیزوں کی تو نے توصیف کی ہے نہیں دیکھتے ہیں، اور پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد کو جھٹلایا۔

پروردگار عالم نے ان کو ایسے خواب دکھائے کہ وہ خواب میں کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، گفتگو کرتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن بیدار ہونے کے بعد خواب میں دیکھی ہوئی چیزوں کے اثرات نہیں پاتے۔ پس وہ اس پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے خواب ان کے سامنے بیان کیے۔ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے تم پر حجت تمام کر دی ہے کہ مرنے کے بعد تمہاری روح بھی اسی طرح ہوتی ہے چاہے بدن خاک میں مل کر خاک ہو جائے، تمہاری روح قیامت

تک عذاب میں ہوگی اور اگر نیک ہوں گے تو بہشت میں نعماتِ خداوندی سے لطف اٹھائے گی۔

قیامت کے حالات

آخرت کی ہولناک منازل میں سے ایک کا نام قیامت ہے جس کی ہولناکی اور خوف، ہر خوف سے سخت ہے۔اسی کے اوصاف میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً

﴿الاعراف (۷):۱۸۷﴾

ترجمہ: قیامت زمین وآسمان پر رہنے والے (ملائکہ وجن وانس) کے لیے اپنے شدائد اور ہولناکیوں کے اعتبار سے سنگین اور گراں ہے اور وہ اچانک آجائے گی۔

قطب راوندی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، قیامت کب برپا ہوگی۔ جوں ہی جبرائیل علیہ السلام نے قیامت کا نام سنا، اس کے جسم میں اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔ جب افاقہ ہوا تو کہنے لگا: اے روح اللہ! قیامت کے بارے میں مسئول سائل سے زیادہ اعلم نہیں اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی۔

جلیل القدر شیخ علی بن ابراہیم قمیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اچانک آسمان کی طرف دیکھا اور ڈر کی وجہ سے اس کا رنگ زعفران کی طرح زرد ہوگیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پناہ لینے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس جگہ نگاہ کی جہاں جبرائیل علیہ السلام نے دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کہ مشرق ومغرب میں پر پھیلائے ہوئے ہے گویا کہ وہ زمین کا غلاف ہے۔ وہ فرشتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختیار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بادشاہی اور رسالت پسند کریں یا بندگی اور رسالت۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، دیکھا تو اس کی رنگت بحال تھی اور باہوش تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بندگی اور رسالت پسند کرنے کو کہا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بندگی اور رسالت پسند

فرمائی۔ اس فرشتہ نے اپنا دایاں پاؤں اٹھا کر آسمان اوّل پر رکھا، پھر بایاں اٹھا کر آسمانِ دوم پر، اسی طرح آسمان ہفتم تک گیا اور ہر آسمان کو ایک قدم بنایا اور جتنا بلند ہوتا گیا، چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ چھوٹے پرندہ کی طرح ہو گیا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں نے تیرے خوف اور تبدیلیٔ رنگ سے زیادہ خوفناک چیز کبھی نہیں دیکھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملامت نہ کریں، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ یہ حاجب ربّ العالمین، اسرافیل علیہ السلام تھا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو خلق فرمایا، یہ فرشتہ اس شکل وصورت میں نیچے نہیں اُترا جب میں نے اسے زمین کی طرف آتے دیکھا تو میں نے گمان کیا کے یہ قیامت برپا کرنے کے لیے آ رہا ہے اور قیامت کے خوف سے میرا رنگ متغیر ہو گیا جیسا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا۔ جوں ہی مجھے یقین ہوا کہ یہ قیامت برپا کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ ہونے کی خوشخبری سنانے کے لیے آیا ہے، تو میرا رنگ اصلی حالت پر آ گیا اور میرے حواس درست ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کے کوئی فرشتہ آسمان و زمین، فضا و پہاڑ، صحراء و دریا میں سے ایسا نہیں جو ہر جمعے سے اس لیے نہ ڈرتا ہو کہ کہیں اس جمعے کو قیامت نہ برپا ہو جائے۔

شیخ عباس قمیؒ فرماتے ہیں کہ شاید آسمان، زمین اور تمام چیزوں کے ڈرنے سے مراد، ان میں رہنے والوں اور ان کے موکلین کا خوف ہو۔ چنانچہ مفسرین نے آیت **ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ** کی تفسیر میں یہی ذکر فرمایا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت قیامت کا تذکرہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز میں سختی اور رخساروں پر سرخی آ جاتی تھی۔

شیخ مفیدؒ کتابِ ارشاد میں نقل فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ کی طرف واپس تشریف لائے تو عمرو بن معدیکرب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے عمرو! اسلام قبول کر، تا کہ حق تعالیٰ تجھے قیامت کے خوف سے

محفوظ رکھے۔عمرو نے کہا: اے محمد ﷺ! قیامت کیا ہے؟ میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے خوف آتا ہی نہیں۔منقول ہے کے وہ اپنے زمانے کے مشہور بہادروں میں سے تھا اور بہت سے عجمی علاقے کی فتوحات اسی کے ہاتھ سے ہوئیں اور اس کی شمشیر ''صمصام'' مشہور تھی۔ بیک وقت اس کی ایک ضربت اونٹ کے قوائم کو جدا کر دیتی تھی۔

جب عمرو نے کہا کے میں قیامت سے خوف نہیں کھاتا تو حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمرو! وہ خوف ایسا نہیں کہ جیسا تو اسے گمان کرتا ہے۔مُردوں کے لیے ایک صور پھونکا جائے گا کہ تمام زندہ، مر جائیں گے اور کوئی زندہ ایسا نہ ہوگا جو کہ مر نہ جائے گا (سوائے ان لوگوں کے جنہیں خدا نہ مارنا چاہے گا) پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا، جس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اور صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔جہنم کے شعلے پہاڑوں کی مانند ہوں گے اور زمین پر گر رہے ہوں گے۔ ہر ذی روح کا دل بند ہو جائے گا اور اپنے اپنے معبود کو یاد کرے گا۔نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔سوائے ان لوگوں کے جنہیں خدا چاہے، محفوظ رکھے گا۔اے عمرو! تو کہاں بھٹک رہا ہے؟ عمرو نے عرض کیا: میں اس امرِ عظیم کے متعلق تمام باتیں سن رہا ہوں، اور وہ اسی وقت مع اپنی قوم کے، خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا۔

اس بارے میں بے شمار روایات وارد ہیں، جو قیامت کے عظیم خوف پر دلالت کرتی ہیں۔قیامت کی گھڑی اس قدر خوفناک اور ہولناک ہے کہ عالمِ برزخ اور قبر میں بھی مردے کانپتے اور ڈرتے ہیں۔ کیونکہ جب بعض مردے اولیاء اللہ کی دعاؤں سے زندہ ہوئے تو ان کے بال سفید تھے۔ جب قیامت کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ جب ہمیں زندہ ہونے کا حکم دیا گیا، تو ہم نے گمان کیا کے شاید قیامت برپا ہوگئی اور اس کے خوف سے ہمارے بال سفید ہو گئے۔

باب الاعمال

یہاں مناسب ہے کہ علماء کے نقل کردہ چند اعمال کو ذکر کیا جائے کہ جو موت، قبر اور قیامت کے مختلف مراحل میں انسان کے لئے مفید واقع ہو سکتے ہیں۔

وہ اعمال جو مرنے والے کے لیے جلد راحت کا سبب ہیں:

۱۔ سورہ یٰسین، سورہ الصافات اور ان کلمات کا محتضر کے قریب پڑھنا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَافَوْقَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

۲۔ شیخ صدوقؒ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کے جو شخص ماہِ رجب کے آخری دن روزہ رکھے گا حق تعالیٰ اسے سکرات موت کے بعد کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ ۲۴ رجب کو روزہ رکھنا عظیم ثواب کا حامل ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے پاس ملک الموت خوبصورت اور پاکیزہ لباس میں ملبوس جو پاکیزہ شکل میں شراب طہور کا جام ہاتھ میں لیے روح قبض کرنے کے لیے آئے گا اور وہ شراب جنت سے لبریز جام، وقتِ احتضار اسے پینے کے لیے دے گا تا کہ سکرات موت اس پر آسان ہوں۔

۴۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ساتویں رجب کی شب کو چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کے ہر رکعت میں سورہ الحمد ایک مرتبہ، سورہ توحید، تین مرتبہ اور سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھے اور فراغت کے بعد درود اور تسبیحات اربعہ دس، دس مرتبہ پڑھے تو خلاقِ عالم اسے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا اور ماہ رمضان کے روزہ دار کے مطابق ثواب عطا کرے گا۔ نیز اس کے فارغ ہونے تک ملائکہ اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس کے لیے سکرات موت کو آسان اور فشارِ قبر کو دور

فرمائے گا اور وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں اٹھے گا جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے اور وہ محشر کی سختی سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ شیخ کفعمیؒ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کے جو شخص اس دعا کو ہر روز دس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چار ہزار گناہانِ کبیرہ معاف فرمائے گا اور سکرات موت، فشار قبر اور روزِ قیامت کی ایک لاکھ ہولناکیوں سے نجات دے گا اور شیطان اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھے گا نیز اس کا قرض ادا ہوگا اور اس سے رنج وغم دور رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

أَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَلِكُلِّ غَمٍّ وَّهَمٍّ مَّاشَآءَ اللّٰهُ وَ لِكُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لِكُلِّ رَخَاءٍ الشُّكْرُ لِلّٰهِ وَ لِكُلِّ اُعْجُوْبَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ لِكُلِّ مُصِيْبَةٍ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلِكُلِّ ضِيْقٍ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ وَّقَدْرٍ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلِكُلِّ عَدُوٍّ اعْتَصَمْتُ بِا للّٰهِ وَلِكُلِّ طَاعَةٍ وَّمَعْصِيَةٍ لَاحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

۶۔ جو شخص اس دعا کو ستر مرتبہ پڑھے اس کے لیے ثواب عظیم ہے، اور کم از کم یہ کہ اس کے پڑھنے والے کو جنّت کی بشارت دی جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

يَا اَسْمَعَ السَّامِعِيْنَ وَيَا اَبْصَرَ الْمُبْصِرِيْنَ وَيَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِيْنَ وَيَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ .

۷۔ شیخ کلینیؒ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کو نماز نافلہ میں پڑھنے سے دل تنگ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کو زلزلہ، بجلی اور آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سورے کو ایک مہربان فرشتہ کی شکل میں اس شخص کے پاس بھیجتا ہے، جو اس کے احتضار کے وقت اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور ملک الموت سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے ملک الموت اس ولی اللہ کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا کیونکہ یہ اکثر مجھے پڑھا کرتا تھا۔

وہ اعمال جو عذابِ قبر سے نجات دیتے ہیں

۱۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو سورہ نسآء کی تلاوت کرتا ہے وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ روایت ہے کہ جو شخص سورہ زخرف کی تلاوت کرتا ہے، حق تعالیٰ اسے قبر میں حشرات الارض اور فشارِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

۳۔ جو شخص سورۂ القلم کو نماز فریضہ یا نافلہ میں پڑھتا ہے، حق تعالیٰ اسے فشار قبر سے پناہ دے گا۔

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، جو شخص جمعرات کے زوال اور زوال جمعہ کے درمیان فوت ہو جائے، اللہ تعالیٰ اسے فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔

۵۔ امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نماز شب تمہارے لیے مستحب ہے جو شخص رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر آٹھ رکعت نماز شب، دو رکعت نماز شفع، ایک رکعت نماز وتر اور قنوت میں ستر مرتبہ استغفار پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھے گا، اس کی عمر دراز اور روزی فراخ ہوگی۔

۶۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ **أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ** پڑھے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ جو شخص ہر روز دس مرتبہ یہ دعا: **أَعْدَدْتُ لِكُلِّ هَوْلٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھے، عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۸۔ جو شخص نجف اشرف میں مدفون ہو، کیونکہ وہاں کی زمین کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص بھی اس میں دفن کیا جائے، اس سے عذابِ قبر اور سوال منکر ونکیر ساقط ہو جاتا ہے۔

۹۔ میت کے ساتھ جریدتین یعنی دو تر لکڑیوں کا رکھنا عذاب قبر کے لیے مفید ہے، روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی قبر کے پاس سے گذرے جس کی میت پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شاخ طلب فرمائی جس کے پتے اکھیڑے گئے تھے اس کو درمیان سے کاٹ کر

دو حصے کیے ایک حصہ میت کے سرہانے رکھا اور دوسرا میت کی پاؤں کی طرف رکھ دیا۔ نیز قبر پر پانی چھڑکنا بھی مفید ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ میت پر اس وقت تک عذاب نہیں ہوتا جب تک قبر کی خاک اس پانی سے تر رہتی ہے۔

۱۰۔ جو شخص رجب کی پہلی تاریخ کو دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد تین مرتبہ سورہ توحید پڑھے تو وہ فشارِ قبر اور عذاب روزِ قیامت سے محفوظ رہے گا۔ نیز رجب کی پہلی تاریخ کو مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعت نماز سورہ حمد اور سورہ توحید کے ساتھ پڑھنا عذابِ قبر کے لیے نافع ہے۔

۱۱۔ ماہ رجب میں چار دن روزہ رکھنا، اسی طرح ماہ شعبان میں بارہ روزے رکھنا مفید ہے۔

۱۲۔ سورۂ ملک کو قبر پر پڑھنا عذابِ قبر سے نجات دیتا ہے۔ چنانچہ قطب راوندی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک جگہ خیمہ لگایا اسے وہاں پر قبر کے وجود کا علم نہ تھا، اس نے سورۂ ملک کی تلاوت کی کہ ناگاہ اس نے ایک صدا کو سنا جو کہہ رہا تھا یہ سورہ نجات دینے والی ہے۔ اس نے اس واقعہ کو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ سورہ نجات دہندہ ہے اور عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

۱۳۔ دعواتِ راوندی سے منقول ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میت کو دفن کرتے وقت قبر کے پاس تین دفعہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا تُعَذِّبَ ھٰذَا الْمَیِّتَ کہے، حق تعالیٰ قیامت تک عذابِ قبر اور قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

۱۴۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح المتہجد میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد ایک مرتبہ اور سورۂ زلزال (اذا زلزلت الأرض) پندرہ مرتبہ پڑھے۔ حق تعالیٰ اسے عذاب قبر اور قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

۱۵۔ نیمۂ رجب کی شب کو تیس رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں سورۂ حمد ایک مرتبہ اور سورۂ توحید دس مرتبہ عذاب قبر کے لیے نافع ہے۔

۱۶۔ اسی طرح ۱۶ اور ۱۷ رجب کی شب کو یہی نماز پڑھنا مفید ہے۔ نیز پہلی شعبان کی شب کو یہی نماز پڑھنا مفید ہے۔ نیز پہلی شعبان کی شب کو سورۂ حمد اور سورۂ توحید کے ساتھ سو رکعت نماز پڑھے اور جب فارغ ہو تو پچاس مرتبہ توحید پڑھے۔ اسی طرح ۲۴ شعبان کی شب کو، سو (۱۰۰) رکعت نماز اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں سورۂ حمد ایک مرتبہ سورۂ نصر (اذا جاء نصر الله) دس مرتبہ اور نیمہ رجب کو پچاس رکعت سورۂ حمد، سورۂ توحید، سورۂ فلق اور سورۂ والناس کے ساتھ پڑھنا عذاب قبر کے لیے مفید ہے، جیسا کہ شبِ عاشورہ سو رکعت پڑھنا۔

۱۷۔ خاکِ شفا یعنی امام حسین علیہ السلام کے مقتل کی خاک۔ قبر اور کفن میں رکھنا اور اعضائے سجدہ پر ملنا۔

۱۸۔ انوار نعمانیہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر چالیس آدمی میت کے پاس حاضر ہو کر اس طرح کہیں تو پروردگار عالم اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا لاَ نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا فَاغْفِرْ لَهٗ

یعنی: اے پروردگار! ہم اس میت سے سوائے نیکی کے کچھ نہیں جانتے اور تو ہم سے بہتر اسے جانتا ہے، پس تو اس کی مغفرت فرما۔

نیز آپ علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کے متعلق خلاق عالم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ یہ ریا کار ہے۔ جب وہ عابد فوت ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام اس کے جنازے میں شریک نہ ہوئے مگر چالیس آدمیوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور کہا: **اَللّٰهُمَّ اِنَّا لاَ نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا فَاغْفِرْ لَهٗ**۔ پھر چالیس آدمی اور آئے اور انہوں نے بھی یہی گواہی دی، چونکہ انہیں اس کے باطن کی خبر نہ تھی، حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ تو نے اس پر نماز کیوں نہیں پڑھی۔ آپ علیہ السلام نے عرض کی بار الہا! تو نے ہی تو بتایا تھا کہ یہ عابد ریا کار ہے۔ آواز قدرت آئی، وہ خبر درست تھی لیکن لوگوں نے حاضر ہو کر اس کی اچھائی کی گواہی دی، لہٰذا میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ یہ خلاق عالم کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے بندے کو بغیر کسی استحقاق کے عذاب سے رہا کر دیا۔

اسی وجہ سے نیک لوگ خصوصاً سابقین اپنے کفن کو تیار کر کے اپنے پاس رکھتے تھے اور اپنے

مؤمنین احباب سے اس پر گواہی تحریر کرواتے تھے جب بھی دیکھتے موت کی یاد تازہ ہو جاتی اور آخرت کا خوف بڑھ جاتا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے کفن پر گواہی تحریر کروا کر اور مؤمنین کے دستخط کروانے کے بعد اپنے پاس رکھیں تاکہ یہ گواہی ہماری بخشش کا ذریعہ ہو۔

نماز وحشت قبر

قبر میں پہلی رات کے خوف کو دور کرنے کے لیے دو رکعت نماز ہدیۂ میت اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ، دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ انا انزلناہ پڑھے اور جب سلام پڑھ لیا جائے تو کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ ابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلیٰ قَبْرِ فلان ابن فلان (فلان۔۔کی جگہ میت کا نام لے)

کچھ اور چیزیں جو وحشت قبر کے لیے مفید ہیں:

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز کا رکوع مکمل کرتا ہو، چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص نماز میں رکوع مکمل ادا کرتا ہو، اس کی قبر میں وحشت داخل نہ ہوگی۔

۲۔ جو شخص لاَ اِلٰہِ اِلاَّ اللهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ہر روز سو مرتبہ پڑھے، وہ جب تک زندہ رہے گا، فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا اور وحشتِ قبر سے مامون رہے گا اور وہ تونگر ہو جائے گا۔ اس کے لیے بہشت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو سونے سے قبل پڑھے نیز نماز لیلۃ الرغائب پڑھے وہ وحشتِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اس نماز کے فضائل، مفاتیح الجنان میں ماہِ رجب کے اعمال کے ذیل میں موجود ہیں۔

۴۔ منقول ہے جو شخص ماہ شعبان میں بارہ دن روزہ رکھے تو اس کی قبر میں ہر روز ستر ہزار فرشتے قیامت تک زیارت کے لیے آتے رہتے ہیں۔

۵۔ جو شخص کسی کی عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتے کو موکل کرتا ہے، جو محشر

تک اس کی قبر میں عیادت کرتا ہے۔

۶۔ ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی علیہ السلام! اپنے شیعوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے موت کے وقت مایوسی، وحشتِ قبر اور محشر کا غم نہیں ہوگا۔

وہ چیزیں جو فشارِ قبر کا باعث بنتی ہیں:

۱۔ پیشاب کی نجاست سے عدم احتراز یا اس کی نجاست کو معمولی سمجھنا، نکتہ چینی کرنا، غیبت کرنا اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنا عذابِ قبر کا باعث ہیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ انصار کے رئیس تھے۔ رسول اکرم ﷺ اور مسلمین کے نزدیک اتنے محترم تھے کہ جب وہ سوار ہو کر آتے تو رسول اکرم ﷺ مسلمانوں کو اُن کے استقبال کا حکم فرماتے۔ خود پیغمبر اکرم ﷺ ان کے وارد ہونے پر کھڑے ہو جاتے۔ یہودیوں کے ساتھ جنگ کے وقت جہاد میں جانا ان کے لیے لازم نہ تھا، ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ کی مشایعت کی اور رسول خدا ﷺ پا برہنہ اوّل سے آخر تک جنازے کے ساتھ رہے اور کاندھا دیا اور فرمایا کہ ملائکہ کی صفیں نمازِ جنازہ کے وقت موجود تھی اور میرا ہاتھ جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور سعدؓ کے جنازہ کی مشایعت کر رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک اتنے محترم کہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ سے قبر میں اُتارا۔ سعدؓ کی والدہ نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا اے سعدؓ! هَنِيئًا لَّكَ الْجَنَّةَ، بیٹا تجھے جنت مبارک ہو۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم کیا تیرا فرزند جنتی ہے؟ تیرے بیٹے سعدؓ پر تو فشارِ قبر ہو رہا ہے۔ اصحاب نے پوچھا: یا حضرت ﷺ کیا سعدؓ بھی فشارِ قبر میں مبتلا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سعدؓ پر فشار ہو رہا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام سے سعدؓ کے فشارِ قبر کا سبب پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے اہل و عیال کے ساتھ بد خلقی کیا کرتا تھا، اس وجہ سے فشارِ قبر ہے۔ غور کا مقام ہے کہ اتنا محترم صحابی بھی فشارِ قبر سے بچ نہیں سکا۔

۲۔ ایک روایت کے مطابق فشارِ قبر ان چیزوں کا کفارہ ہے جن کو مؤمن ضائع کر دیتا ہے۔ شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عالم کو قبر میں کہا گیا کہ ہم تجھے بطور عذابِ خداوندی ایک سو تازیانے ماریں گے، اس نے کہا: مجھ میں اس کی برداشت کی طاقت نہیں، وہ کم کرتے گئے یہاں تک کہ ایک کوڑے تک پہنچے اور کہا: اب ایک تازیانے کے علاوہ چارہ نہیں۔ اس نے کہا یہ عذاب مجھے کس وجہ سے ہوگا۔ فرشتوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے ایک روز بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی۔ اور ایک بوڑھے آدمی کے پاس سے گذرا، مگر اس کی مدد نہیں کی۔ پس اسے عذاب خدا کا ایک تازیانہ مارا گیا اور اس کی قبر آگ سے پر ہوگئی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جب کوئی مؤمن باوجود قدرت کے اپنے مؤمن بھائی کی حاجت پوری نہیں کرتا تو حق تعالیٰ اس کی قبر میں اس پر ایک بہت بڑا اژدہا مسلط کرے گا جس کا نام شجاع ہے جو کہ ہمیشہ اس کی انگلیوں کو کاٹتا رہے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ اس کی انگشت شہادت کو قیامت تک کاٹتا رہے گا خواہ اس کا یہ گناہ اس نے بخش دیا ہو، عذاب کا مستحق رہے گا۔

قیامت کی سختی سے محفوظ رکھنے والے اعمال

ہم یہاں پر چند ایسے اعمال کا تذکرہ کرتے ہیں، جو قیامت کے شدائد اور سختیوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور وہ دس امور ہیں:

۱۔ روایت ہے کہ جو شخص سورۂ یوسف کو ہر روز یا ہر شب تلاوت کرے گا، وہ شخص روزِ قیامت قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین ہوگا اور قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سورۂ دخان کو نمازِ نافلہ اور فریضہ میں پڑھے وہ قیامت کے روز ہر قسم کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص شبِ جمعہ یا جمعہ کے دن سورۂ احقاف کی تلاوت کرے گا۔ تو وہ شخص ہر دنیوی واخروی خوف سے محفوظ رہے گا۔ نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے، جو شخص سورۂ والعصر کو نمازِ نافلہ میں پڑھے گا، وہ آخرت کے دن خوش وخرم ہوگا اور اس کا چہرہ نورانی

اور روشن ہوگا، اس کی آنکھیں روشن ہوں گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔ شیخ کلینیؒ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سفید ریش بوڑھے کا احترام کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مکّہ معظّمہ جاتے یا آتے ہوئے فوت ہو جائے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔ شیخ صدوقؒ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حرمِ مکہ یا حرمِ مدینہ میں فوت ہو جائے، اللہ تعالیٰ اسے جملہ خوفناکیوں سے محفوظ اور بے خطر اٹھائے گا۔

۶۔ شیخ کلینیؒ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص حرمِ مکہ میں دفن ہو وہ قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ شیخ صدوقؒ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں، جو شخص کسی برائی یا غلبۂ شہوت سے صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اجتناب کرے تو حق تعالیٰ اس پر آتشِ جہنم کو حرام کر دیتا ہے اور اسے خوفِ قیامت سے محفوظ رکھتا ہے۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرد ہوتے ہوئے خواہشات نفسانی کی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

۹۔ شیخ اجل علی بن ابراہیم قمیؒ، حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو شخص باوجود قدرت کے، اپنے غصہ کو پی جائے، اللہ اس کے دل کو ایمان سے پر کرتا ہے اور خوفِ قیامت سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۰۔ امنِ مطلق جس کے ہوتے ہوئے کوئی خوف نہیں وہ ولایت علی علیہ السلام کا اقرار ہے۔ یہ وہ حسنیٰ (نیکی) ہے کہ بنص قرآن کوئی نیکی اس سے بڑی نہیں ہے اور اس کا حامل خوفِ قیامت سے محفوظ رہے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰیٓ اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ .لَا یَسْمَعُوْنَ

حَسِیْسَهَا وَهُمْ فِی مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ. لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

﴿انبیاء (۲۱): ۱۰۱ تا ۱۰۳﴾

ترجمہ: البتہ جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی (لکھی گئی) ہے وہ لوگ ان سے دور رکھے جائیں گے، یہ لوگ اس کی بھنک بھی نہیں سُنیں گے اور یہ لوگ ہمیشہ اپنی من مانے گھروں میں چین سے رہیں گے اور انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا خوف بھی دہشت میں نہ لائے گا اور فرشتے ان سے کہیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے شیعہ فزع اکبر کے دن، امان میں ہوں گے اور یہ آیت تمہاری طرف راجع ہے اور حسنیٰ سے مراد ولایت علی علیہ السلام و آل علی علیہ السلام ہے اور قرآن میں جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ یَوْمَئِذٍ آمِنُوْنَ

﴿النمل (۲۷): ۸۹﴾

ترجمہ: جو شخص نیک کام کرے گا اس کے لیے اس کی جزا اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس دن خوف و خطر سے محفوظ رہیں گے۔

تفاسیر عامہ کشاف، ثعلبی اور کبیر میں ہے کہ جو شخص حسنہ کے ساتھ وارد ہوگا، وہ بروزِ قیامت امن میں ہوگا اور حسنہ سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ مر گیا اور توبہ کے ذریعہ پاک ہو گیا تو جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کے سر پر بادل کا سایہ ہوگا اور قیامت کے خوف سے محفوظ رہے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

۱۱۔ شیخ صدوق رحمہ اللہ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص پریشان اور پیاسے مؤمن بھائی کی اپنی قوت و طاقت کے ذریعہ اعانت کرے اور اسے غم سے آسائش مہیّا کرے یا اس کی حاجت پوری کرنے کے لیے کوشش کرے تو حق تعالیٰ اسے بہتّر قسم کی نعمتیں عطا کرے گا

ان میں سے ایک تو یہ کہ دنیا میں اس کے امر معاش کی اپنی رحمت کے ذریعہ اصلاح فرمائے گا اور باقی اکہتر رحمتیں قیامت کی ہولناکیوں اور خوف کے لیے ذخیرہ رکھے گا۔

برادرانِ ایمانی کے حاجت روائی کے بارے میں بہت سی روایات منقول ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مؤمن بھائی کی حاجت پوری کرنا افضل ہے، حج، حج، حج۔۔۔ سے۔ یہاں تک کہ آپ نے دس تک شمار فرمایا (یعنی دس حج سے افضل ہے)۔

۱۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہشت دوم کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ

ہر چیز کا حلیہ ہوتا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیامت کا حلیہ چار خصلتیں ہیں۔

۱۔ یتیموں کے سروں پر دست شفقت پھیرنا۔

۲۔ بیوہ عورتوں پر مہربانی کرنا۔

۳۔ مؤمن کی حاجت پوری کرنے کے لیے جانا۔

۴۔ فقراء و مساکین کی خبر گیری وغیرہ۔

علماء و بزرگانِ دین مؤمنین کے قضائے حاجات کے بارے میں بہت اہتمام کیا کرتے تھے اور اس باب میں ان سے بہت سی حکایات منقول ہیں۔

۱۳۔ شیخ کلینیؒ، امام علی رضا علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر جائے اور اس پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورۂ اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ پڑھے حق تعالیٰ اسے محشر کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔

۱۴۔ دوسری روایت میں ہے کہ روبقبلہ ہو کر ہاتھوں کو قبر پر گاڑنا، روزِ قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس روایت کے بارے میں علماء کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ یہ روایت پڑھنے والے کے لیے

ہو، چنانچہ روایت سے ظاہر ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ روایت میت کے لیے ہو اور بعض روایات سے اسی طرح ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ عباس قمیؒ نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود مجموعہ میں دیکھا ہے کہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن مکی عاملی جو شیخ شہید مشہور ہیں، اپنے استاد فخر المحققین علامہ حلّی کی قبر کی زیارت کو گئے اور فرمایا کہ میں نے اس قبر والے سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور سورۂ قدر پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے تو وہ شخص اور میت دونوں فزع اکبر سے محفوظ رہیں گے۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جُنُوْبِھِمْ وَ صَاعِدْ اِلَیْکَ اَرْوَاحَھُمْ وَ زِدْھُمْ مِنْکَ رِضْوَاناً وَّ اَسْکِنْ اِلَیْھِمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَصِلُ بِہٖ وَحْدَتَھُمْ وَ تُوْنِسُ وَحْشَتَھُمْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

ترجمہ: خدایا زمین کو ان کے پہلوؤں سے کشادہ کر دے اور ان کی روحوں کو اپنی طرف بلند کر دے اور اپنی طرف سے ان کو اپنی مرضی عطا کر دے اور ان کو اپنی رحمت سے وہ چیز عطا فرما جو ان کے لیے تنہائی کی ساتھی اور ان کی وحشت میں ان کی مونس بن جائے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

چند سوالات

قبر اور قیامت کے موضوع سے متعلق کچھ ایسے سوالات کہ جو ذہن انسانی میں پیدا ہوتے ہیں ان میں سے چند باتیں مندرجہ ذیل روایات کے ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی روح کون قبض کرے گا؟

محمد ابن علی ابن شہر آشوب نخبۃ المناقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں: اے ابوذرؓ! جب مجھے معراج میں آسمان کی طرف لے جایا گیا، تو میں ایک ایسے فرشتے کے پاس سے گذرا کہ جو نور کے بستر پر بیٹھا تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج تھا، اس کا ایک پیر مشرق میں اور دوسرا پیر مغرب میں تھا، اس کے سامنے ایک تختی تھی جس پر اس کی نظر تھی، اور ساری دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے تھی، اور تمام مخلوقات اس کے گھٹنوں کے پاس تھیں اور اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب تک پہنچتا تھا، تو میں نے کہا: اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ میں نے اپنے رب کے ملائکہ میں سے کوئی بھی اتنی بڑی مخلوق نہیں دیکھی!

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ ملک الموت جناب عزرائیل علیہ السلام ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریب جائیے اور انہیں سلام کریں۔ پس میں قریب ہوا پھر کہا: اے میرے حبیب، ملک الموت تم پر سلام ہو۔

پس اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی سلام ہو اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچازاد بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کیا کر رہے ہیں؟

پس میں نے کہا: کیا تم میرے چچازاد کو جانتے ہو؟

تو عزرائیل علیہ السلام نے کہا: میں کیسے نہ پہچانوں ان کو؟ اللہ نے مجھے ہر ایک کی روح قبض کرنے پر مامور کیا ہے سوائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روح کے، پس اللہ ان دونوں کو اپنی مشیت سے موت دے گا۔ (المناقب ج۔۲، ص۔۲۳۶)

پلِ صراط سے کیا مراد ہے؟

شیخ عباس قمیؒ نے اپنی کتاب میں اس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ یہ آخرت کی ان ہولناک منازل میں سے ایک ہے جن پر اجمالاً اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے لیے فرض اور ضروریات دین میں سے ہے۔ صراط لغت میں بمعنی راستہ ہے اور شرعی اصطلاح میں وہ راستہ مراد ہے جو جہنم کے اوپر سے گذرتا ہے۔

ایک روایت میں معصوم علیہ السلام سے منقول ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز اور آگ سے زیادہ گرم ہے۔ خالص مؤمن اس پر سے بجلی کی طرح تیز گذر جائیں گے۔ بعض لوگ بڑی مشکل کے ساتھ گذریں گے، بالآخر نجات پائیں گے۔ اور بعض لوگ پھسل کر جہنم میں گر پڑیں گے۔ یہ پل صراط دنیا کے صراط مستقیم کا نمونہ ہے، جو حضرت علی علیہ السلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی اطاعت اور پیروی ہے۔ جو شخص دنیا میں صراط مستقیم (اہلبیت علیہم السلام) سے گفتار و کردار کے ذریعے موافقت رکھے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو اس راہ سے الگ ہوگیا وہ جہنم میں جائے گا۔

روایت میں ذکر ہے کہ پل صراط پر سات عقبات ہیں، ہر عقبہ کے لیے ایک موقف (ٹھہرنے کا مقام) ہے، اور ہر موقف ۷۰۰۰۰ (ستر ہزار) فرسخ کا ہے۔ اور ہر عقبہ پر ۷۰۰۰۰ (ستر ہزار) فرشتے مامور ہیں۔ تمام لوگ ان ساتوں عقبات سے گذریں گے۔

ہر عقبہ پر مختلف سوالات کیے جائیں گے اور حساب و کتاب کے مراحل ہیں اور اگر کہیں نقص ہوا تو اسے، اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا۔ اس سے متعلق مزید کئی تفصیلات ہیں جو تفصیلی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

شفاعت کا عقیدہ کیا ہے؟

قیامت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ شفاعت بھی ہے۔ تفصیلات کو ترک کرتے ہوئے فقط ایک روایت پر اکتفاء کرتے ہیں۔ تفسیر قمی میں سماعہ سے روایت ہے کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں سوال کیا کہ قیامت کے دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کس طرح ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب لوگ پسینے کی کثرت سے مضطرب اور پریشان ہوجائیں گے، اس نفسانفسی کے عالم میں لوگ تنگ آ کر جناب آدم علیہ السلام کی خدمت میں شفاعت کی غرض سے حاضر ہوں گے، وہ اپنے ترک اولیٰ کا عذر پیش کریں گے اور معذرت چاہیں گے پھر ان کی ہدایت کے مطابق جناب نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ وہ بھی معذرت خواہی کریں گے۔ اسی طرح ہر سابق نبی اپنے بعد والے نبی کے پاس بھیجے گا۔ حتیٰ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور وہ انہیں سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بھیجیں گے۔ چنانچہ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی مشکلات دور کرنے کی درخواست پیش کریں گے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ہمراہ باب الرحمٰن تک تشریف لائیں گے اور وہاں سجدہ ریز ہوجائیں گے، اس وقت ارشاد رب العزت ہوگا: اِرْفَعْ رَاسَکَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَاسْئَلْ تُعْطیٰ (اے حبیب سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے اور جو مانگنا چاہو مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا)۔

یہاں مناسب ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی شفاعت سے متعلق بیان کردیا جائے، کہ جن کے ایمان کے بارے میں بعض مخالفین مذہب اعتراض کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ روایت ان کے لیے اور دیگر فضائل کا انکار کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے بابا علی علیہ السلام کوفہ کے مقام رحبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اطراف میں لوگوں کا حلقہ تھا، ایک شخص نے اٹھ کر کہا: اے امیر المؤمنین علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو اس عظیم مقام پر ہیں مگر آپ علیہ السلام کے والد اس وقت دوزخ کی آگ میں ہیں؟ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسے جواب دیا: **فض اللہ فاک والذی بعث محمداً بالحق نبیاً لو شفع ابی فی کل مذنب علیٰ وجه الارض لشفعه الله** (یعنی اللہ تیرے منہ کو چاک کرے، اس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر میرے والد زمین کے تمام گناہگاروں کی بھی شفاعت کریں تو خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے کہ جس کا بیٹا جنت اور جہنم کو لوگوں میں تقسیم کرنے والا ہو، اس کا باپ دوزخ کی آگ میں جائے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم! کہ ابوطالب علیہ السلام کا نور قیامت کے دن

تمام خلائق کو اپنے گھیرے میں لے لے گا سوائے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کے، یاد رکھو نور ابو طالب علیہ السلام ہمارے ہی انوار سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے۔

(الغدیر ۷/۳۸۶)

ایام ہفتہ میں کس دن موت آنے پر کیا اجر عطا کیا جائے گا؟

ابن بابویہ نے الفقیہ میں اسناد کے ساتھ امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ:

جس شخص کو جمعرات کے روز زوال کے بعد سے جمعہ کے زوال کے درمیان موت آجائے اور وہ مؤمن ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے فشار قبر سے محفوظ رکھے گا، اور ربیعہ اور مضر قبیلے کے برابر لوگوں کی شفاعت، اس سے قبول کرے گا۔

مؤمنین میں سے جس شخص کو ہفتے کے روز موت آئے، تو اللہ اسے یہودیوں کے ساتھ جہنم میں جمع نہیں کرے گا۔

مؤمنین میں سے جس شخص کو اتوار کے روز موت آئے، تو اللہ اسے کبھی جہنم میں عیسائیوں کے ساتھ جمع نہیں کرے گا۔

مؤمنین میں سے جس شخص کو پیر کے روز موت آئے، تو اللہ اسے کبھی ہمارے دشمنوں میں سے بنی امیہ کے ساتھ کبھی جمع نہیں کرے گا۔

مؤمنین میں سے جس شخص کو منگل کے روز موت آئے، تو اللہ اسے ہمارے ساتھ رفیق اعلیٰ میں محشور کرے گا۔

مؤمنین میں سے جس شخص کو بدھ کے روز موت آئے، تو اللہ اسے قیامت کے دن کی نحوستوں سے محفوظ رکھے گا، اور اپنی مجاورت کی سعادت عطا کرے گا اور اپنے فضل سے اسے دار المقامۃ سے نوازے گا، نہ انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ ہی کوئی پریشانی۔

پھر فرمایا: مؤمن کو جس حال میں بھی موت آجائے اور جس دن بھی آئے اور جس وقت بھی

اس کی روح قبض کی جائے ،وہ صدیق اور شہید ہوتا ہے۔اور میں نے میرے حبیب، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے: اگر ایک مؤمن اس دنیا سے اس عالم میں خارج ہو کہ اس کے ذمہ تمام زمین والوں کے گناہ ہوں، تو اس کی موت ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ شرک سے مبرا ہو گیا، اور جو شخص دنیا سے اس حالت میں خارج ہو کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دیتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

﴿ نساء (۴):۴۸ ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ اس کی مغفرت نہیں کرے گا جو اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کے علاوہ وہ جس کی چاہے گا مغفرت کر دے گا۔ (اے علی علیہ السلام! آپ کے شیعوں اور آپ کے محبین میں سے۔)

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرے شیعوں کے لیے ہے؟ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں میرے رب کی قسم! یہ یقیناً آپ علیہ السلام کے شیعوں کے لیے ہے، اور آپ علیہ السلام کے شیعہ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس حالت میں نکلیں گے کہ وہ کہہ رہے ہوں گے:

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام حُجَّةُ اللّٰهِ

پس ان کے لیے جنت کے سبز لباس، جنت کا پٹکا، جنت کے تاج، جنت کی عمدہ سواریاں لائی جائیں گی اور شیعوں میں سے ہر ایک اس سبز لباس کو زیب تن کرے گا، اپنے سر پر تاج الملک سجائے گا، اور کرامت کا پٹکا باندھے گا اور جنت کی ان سواریوں پر سوار ہوگا اور ان کے ذریعے سے جنت کی طرف اڑ کر جائے گا:

لاَ یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَ تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلاَئِکَةُ هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

﴿ انبیاء (۲۱):۱۰۳ ﴾

ترجمہ: انہیں فزعِ اکبر کا کوئی غم نہ ہوگا اوران سے ملائکہ ملاقات کریں گے، کہ یہ تمہارا وہ دن ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(الفقیہ ج۔۴، ب۲۷۔ص۲۹۴)

امیر المؤمنین علیہ السلام کی محبت رکھنے والے کا مقام

ابن بابویہ نے اپنی اسناد سے حماد ابن زید سے نقل کیا، کہتے ہیں کہ انہیں عبدالرحمٰن ابن سراج نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ ابن عمر سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا، تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوئے اور فرمایا: ان قوموں کو کیا معلوم کہ اس کا تذکرہ کررہے ہیں کہ جن کی اللہ کے نزدیک ایسی منزلت ومقام ہے کہ جیسا میرا مقام ہے اور جیسی میری منزلت ہے سوائے نبوت کے۔

۔۔آ گاہ رہو! کہ جس نے علی علیہ السلام سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اللہ اس سے راضی ہوا، اور جس سے اللہ راضی ہوا، اللہ نے اس کی جنت سے کفایت کی۔

۔۔آ گاہ رہو! جس نے علی علیہ السلام سے محبت کی تو اللہ اس کے نماز، روزہ اور قیام کو قبول کرے گا اور اللہ اس کی دعا کو مستجاب کرے گا۔

۔۔آ گاہ رہو! کہ جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کوثر کو نوش نہ کرلے اور طوبیٰ سے تناول نہ کرلے اور اپنے مقام کو جنت میں نہ دیکھ لے۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، ملائکہ اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ وہ جس سے چاہے جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوجائے۔

۔۔آ گاہ رہو! کہ جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کے دائیں ہاتھ میں کتاب (نامۂ اعمال) دے گا اور اس سے انبیاء جیسا حساب لے گا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اس کے لیے اللہ، سکرات موت کو آسان کردے

گا اور اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے بدن کی ہر شریان کے بدلے حور عطا کرے گا اور اس کی شفاعت اس کے گھر والوں میں سے ۸۰ افراد کے لیے قبول کرے گا اور اس کے بدن کے ہر ایک بال کے بدلے جنت میں اسے ایک شہر عطا کرے گا۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کے پاس ملک الموت کو اس طرح بھیجے گا جیسے انبیاء علیہم السلام کے پاس بھیجتا ہے، اور اس سے منکر ونکیر کے خوف کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی قبر کو نورانی کر دیتا ہے اور اسے ۷۰ سال کی مسافت کے برابر وسیع کر دیتا ہے اور اس کے چہرے کو قیامت کے دن سفید (نورانی) کر دے گا اور وہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گا۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اللہ اسے صدیقین وشہداء وصالحین کے ساتھ اپنے عرش کے سائے میں قرار دے گا اور اسے فزع اکبر کے دن سخت چیخ کے خوف سے امان دے گا۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے قلب میں حکمت کو ثابت کر دیتا ہے اور اس کی زبان پر صحیح وحق چیز کو جاری کر دیتا ہے اور اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، آسمانوں اور زمین میں انہیں اللہ کے اسیر کا نام دیا گیا ہے اور ان پر آسمان کے ملائکہ اور حاملین عرش فخر کرتے ہیں۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے تو عرش کے نیچے سے فرشتہ آواز دیتا ہے: اے اللہ کے بندے! اپنے اعمال کو نئے سرے سے شروع کر، پس اللہ نے تیرے سارے گناہوں کو بخش دیا ہے۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند ہو گا۔

۔۔آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اللہ اس کے سر پر تاج الملک پہنائے گا اور اسے عزت وکرامت کا لباس پہنائے گا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا اور اسے گذرنے کے سامان (اعمال) کی فکر نہ ہو گی۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اللہ اس کے لیے آگ سے آزادی کا پروانہ، صراط سے گذرنے کا جواز اور عذاب سے امان نامہ لکھ دے گا۔ اور اس کے لیے دیوان (نامۂ اعمال) کو نہیں کھولا جائے گا، اس کے لیے میزان کو نصب نہیں کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: جنت میں بلا حساب داخل ہو جاؤ۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اور ان کی محبت پر مر جائے تو ملائکہ اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور انبیاء اس کی زیارت کرتے ہیں اور اللہ اس کی تمام حاجات کو روا فرمائے گا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے وہ حساب و کتاب، میزان اور صراط سے امان میں ہو گا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو آلِ محمد علیہم السلام کی محبت میں مر جائے تو میں (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جنت میں اس کا کفیل ہوں گا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو آلِ محمد علیہم السلام سے بغض رکھے، وہ قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا: یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

۔۔آ گاہ رہو! جو آلِ محمد علیہم السلام کے بغض میں مر جائے وہ کافر مرا۔

۔۔آ گاہ رہو! جو آلِ محمد علیہم السلام کے بغض میں مر جائے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔

(فضائل الشیعہ ۱/۱)

خلاصۂ کلام

اس گفتگو کے اختتام پر چند روایات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ جن کا مقصد یہ بات بیان کرنا ہے کہ کس طرح اللہ کے نمائندوں نے ہمیں اپنی عملی زندگی میں مشکلات کا سامنا کر کے اچھی طرح گذارنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے عملی نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

انس بن مالک سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر بردِ یمانی (یمنی چادر) تھی جس کے کنارے سخت اور پھٹے ہوئے تھے۔ اچانک ایک اعرابی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر کو اس قدر سختی سے کھینچا کہ اس چادر کے کنارے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر اپنا اثر چھوڑ دیا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں اونٹنیوں کو اس مال سے لاد دو کیونکہ یہ مال خدا ہے نہ کہ تیرے باپ کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور فرمایا کہ یہ مال مالِ خدا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی! کیا میں تجھ سے قصاص نہ لے لوں، اعرابی نے انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ اس بدّو نے عرض کی، یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے لینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیوہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو اور اس پر رحم فرمایا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کسی شخص کو قنبر کو گالیاں دیتے ہوئے سُنا اور قنبر نے بھی ویسا ہی جواب دینا چاہا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے قنبر کو پکار کر فرمایا مہلاً یا قنبر، اے قنبر خاموش رہو۔ یہ گالیاں دینے والا ہماری خاموشی سے خوار ہوگا اور اپنی خاموشی سے اللہ تعالیٰ کو خوش رکھو اور شیطان کو غلبہ دلا کر دشمن کو شکنجہ میں پھنساؤ۔ مجھے اس خدا کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑ کر پودے کو اُگایا اور جس نے انسان کو خلق فرمایا، مؤمن کے لیے اپنے حلم سے بڑھ کر خدا کو راضی کرنے والی کوئی چیز نہیں اور مؤمن اپنی خاموشی کے علاوہ اور کسی چیز سے شیطان کو غصہ نہیں دلا سکتا۔ احمق کو شکنجہ میں لانے کے لیے جواب میں خاموشی سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں۔

اسی طرح علماء کی زندگی کو مدنظر رکھا جائے تو بے شمار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ ایک دن شیخ الفقہاء حاج شیخ جعفرؒ، صاحب کاشف الغطاء اصفہان میں نماز شروع کرنے سے قبل غریبوں میں خیرات تقسیم کر رہے تھے۔جب مال تقسیم کر چکے تو نماز میں مشغول ہوگئے۔سادات میں سے ایک آدمی نماز کے بعد اٹھا اور شیخ صاحب کے پاس آ کر کہا، میرے دادا کا مال مجھے دو۔آپ نے فرمایا تو دیر سے پہنچا اب میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں تجھے دوں۔وہ سید غضبناک ہوا اور شیخ صاحب کے منہ پر تھوک دیا۔آپ اٹھے اور دامن پھیلا کر صفوں میں پھرنے لگے اور فرمانے لگے۔تم میں سے جو بھی میری داڑھی کو عزیز رکھتا ہے وہ اس سید کی مدد کرے، پس لوگوں نے شیخ کے دامن کو رقم سے پر کر دیا اور آپ نے وہ تمام رقم سید کے حوالے کر دی اور پھر نماز میں مشغول ہوگئے۔

غور کیجئے شیخ مرحوم کس قدر بلند اخلاق کے مالک تھے۔یہ وہ بزرگوار ہیں جنہوں حالتِ سفر میں، فقہ کے موضوع پر ''کشف الغطاء'' جیسی کتاب تحریر فرمائی اور آپ فرمایا کرتے تھے اگر فقہ کی تمام کتب تلف ہو جائیں تو میں اپنی یادداشت کی بدولت باب طہارت سے لے کر باب الدّیات تک سب کچھ لکھ سکتا ہوں اور آپ کی ساری اولاد میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور فقہاء تھے۔

ثقۃ الاسلام محدث نوریؒ آپ کے حالات کے متعلق فرماتے ہیں، اگر کوئی شخص شیخ جعفرؒ کی صبح کے وقت مناجات اور آدابِ سنن اور خشوع وخضوع میں غور وفکر کرے تو اس پر آپ کی عظمت ظاہر ہو جائے گی۔آپ اپنے مخاطبات میں اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو پہلے 'جعیفر' یعنی چھوٹی ندی تھا، پھر دریا بن گیا، شیخ جعفرؒ کشتی اور سمندر بن گیا۔پھر عراق اور اس کے تمام مسلمانوں کا سردار بن گیا۔ان کا اپنے نفس سے یہ خطاب اس لیے تھا کہ اتنی بزرگی اور عزت ملنے پر بھی میں اپنا ابتدائی تکلیف ومصائب کا زمانہ نہیں بھولا۔آپ ان ہی لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے احنف بن قیس کو اوصاف بتائے تھے۔وہ ایک طویل حدیث ہے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی شان میں جنگ جمل کے بعد احنف بن قیس سے فرمائی تھی، اس کے کچھ فقرات یہ ہیں:

''اگر تم ان کو رات کے اس وقت دیکھو جب کہ آنکھوں میں نیند غالب ہوتی ہے، ہر قسم کی

آوازیں بند ہوتی ہیں، پرندے اپنے آشیانوں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں تو یہ لوگ قیامت اور وعدہ گاہ کے خوف سے جاگ رہے ہوتے ہیں ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے ''کیا اب ان بستی والوں کو امن ہے؟ نہیں۔ ہم ان پر اس وقت عذاب نازل کریں گے جب یہ سو رہے ہوں گے۔'' پس یہ لوگ قیامت کے خوف کی وجہ سے شب بیداری کرتے ہیں کبھی اٹھ کر خوفِ خدا سے رو رو کر نماز پڑھتے ہیں اور کبھی رو رو کر محراب میں تسبیح و تقدیسِ خدا بیان کر رہے ہوتے ہیں اور وہ تاریک راتوں میں گڑگڑا کر حمد وثنا کر رہے ہوتے ہیں۔ اے احنف! اگر تو ان کو رات کے وقت کھڑے ہوئے دیکھے، تو ان کی کمریں جھکی ہوئی اور قرآن مجید کی سورتیں نماز میں پڑھتے ہوئے نظر آئیں گے اور کثرتِ گریہ اور فریاد کی وجہ سے وہ اس طرح معلوم ہوں گے کہ گویا آگ نے ان کو گھیر لیا ہے اور وہ ان کے حلق تک پہنچ گئی ہے اور جب یہ روئیں گے تو یہ گمان کرے گا کہ ان کی گردنیں زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ اگر تو ان کو دن کے وقت دیکھے تو وہ ایک ایسی قوم نظر آئے گی جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور لوگوں سے اچھا کلام کرتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوں تو ان کو سلام کہتے ہیں اور جب ان کا لغویات کے نزدیک سے گزر ہوتا ہے تو وہ ان کے پاس سے باعزت گزر جاتے ہیں اور اپنے قدموں کو تہمت سے بچاتے ہیں اور ان کی زبانیں گونگی ہوتی ہیں کہ وہ لوگوں کی عزت کے خلاف کوئی بات کریں اور اپنے کانوں کو فضول باتیں سننے سے روکے رکھتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو گناہوں کی طرف نگاہ نہ کرنے کے سرمہ سے سجائے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ دارالسلام (سلامتی کے گھر) میں داخلے کا ارادہ رکھتے ہیں جس میں جو شخص داخل ہو گیا وہ شک وشبہ اور غم سے مامون رہا۔

ہم پروردگارِ متعال کی بارگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کے وسیلے سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم ودائم فرمائے اور دنیا وآخرت میں اہلبیت کرام علیہم السلام کی مودت کے ساتھ متمسک رکھے۔ آمین۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِينَ وَالۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ

قواعد وضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر نشان ہونے کی صورت میں جواب غلط شمار ہوگا۔

۵۔ صحیح جوابات دینے والے افراد میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے کو بالترتیب مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

خصوصی انعامات

پہلا انعام: LED
دوسرا انعام: Android Tablets
تیسرا انعام: Gold Coin
چوتھا و پانچواں انعام: Cash Prize Rs.2500/-

نوٹ:

(۱) ایک سے زائد خصوصی انعام کے حقدار ہونے کی صورت میں انعامات بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائیں گے۔

(۲) باقی شرکاء میں 100% نمبر حاصل کرنے والوں کو امتیازی انعام دیا جائے گا اور 75% یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والوں کے درمیان بھی عمومی انعامات تقسیم کیئے جائے گے۔

(۳) مندرجہ بالا خصوصی انعامات مرد و خواتین میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے جائیں گے۔

۶۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ 50 روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۷۔ یہ کتاب ہماری ویب سائٹ www.youth.greenislandtrust.org سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۸۔ کتابچے کے بغیر، فقط جواب نامے کی تصدیق شدہ کاپی 30 روپے فیس کے ساتھ حاصل کی جاسکتی ہے۔

۹۔ بیرون پاکستان رہنے والے مؤمنین Email پر رابطہ کریں۔ goharehikmat@yahoo.com

۷۔ کتابچہ ۱۹ ستمبر ۲۰۱۵ء سے ۳ اکتوبر ۲۰۱۵ء تک ان سینٹرز سے حاصل اور جمع کروایا جاسکتا ہے:

الف) GIYF (صبح ۱۰ سے رات ۱۰ روزانہ سوائے اتوار)

ب) محمد علی بک ڈپو۔ سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۹ روزانہ سوائے اتوار)

ج) حسن علی بک ڈپو۔ کھارادر (صبح ۱۱ سے رات ۹ روزانہ سوائے اتوار)

د) مدرسہ القائم۔ انچولی (0334-3102169)

ذ) انتظارِ نور۔ جعفر طیار سوسائٹی، ملیر (0333-3778738)

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۱۱، اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ ۱۷، اکتوبر ۲۰۱۵ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۰۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم/ شناختی کارڈ یا اسکول رپورٹ کارڈ/ فیس سلپ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

سوالات

۱۔ صحراء میں کسی اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کہ یہاں پانی ہے۔

(الف) نتیجے سے سبب کی طرف پہنچنا ہے (ب) سبب سے نتیجے کی طرف پہنچنا ہے

(ج) دونوں صحیح (د) دونوں غلط

۲۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق۔۔۔۔

(الف) وہ ہلاک ہو گیا جس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی گئی

(ب) وہ ہلاک ہو گیا جو حدیث برداشت نہ کر پایا

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۳۔ عقلی طور پر ثابت ہے کہ۔۔۔

(الف) قیامت میں کیا واقعات پیش آئیں گے (ب) قیامت ضرور آئے گی

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۴۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) ملک الموت موت دیتا ہے

(ب) اللہ موت دیتا ہے

(ج) عزرائیل علیہ السلام کے اعوان وانصار فرشتے موت دیتے ہے

(د) تینوں صحیح

۵۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) ہر نفس، موت کا مزہ چکھنے والا ہے

(ب) شفاعت کے ساتھ ساتھ امام علیہ السلام نے مؤمنین سے اللہ کی اطاعت کو طلب کیا ہے۔

(ج) اعمال اس وقت ساتھ دیتے ہیں جب عقیدہ درست ہو

(د) تینوں صحیح

۶۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) اللہ کے عذاب کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیئے۔

(ب) حساب وکتاب کی ابتداء قبر سے ہوتی ہے

(ج) مؤمنین گناہگاروں میں سے کچھ ایسے ہیں، جن تک اہلبیت علیہ السلام کی شفاعت تین لاکھ سال بعد پہنچے گی۔

(د) تینوں صحیح

۷۔ اللہ کی مجاورت کی سعادت حاصل کرے گا۔

(الف) مولا علی علیہ السلام سے محبت رکھنے والا
(ب) منگل کے دن موت پانے والا

(ج) قیامت کا خوف کھانے والا
(د) تینوں غلط

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق۔۔۔۔

(الف) موت مومن کے لیے خوشبو کی طرح ہے

(ب) موت سے مومن کی تھکاوٹ اور درد ختم ہو جاتا ہے

(ج) کافر کے لیئے موت سانپ کے ڈسنے کی طرح ہے

(د) تینوں صحیح

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے مطابق۔۔۔

(الف) مؤمن کی روح ہمیشہ آسانی سے نکلتی ہے

(ب) کافر کی روح ہمیشہ آسانی سے نکلتی ہے

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۱۰۔ غلط جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) مؤمن کے لیے موت آسائشوں کے سفر کا آغاز ہے

(ب) عموماً انسان موت سے کراہت محسوس کرتا ہے

(ج) بداعمالی مرتے وقت بعض کو کافر بنا دیتی ہے

(د) تینوں غلط

۱۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مطابق۔۔۔

(الف) اگر جوان نہ ہوتے تو عذاب نازل ہو جاتا

(ب) اگر دودھ پیتے بچے نہ ہوتے تو عذاب نازل ہو جاتا

(ج) فرشتے جوانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا وقت آچکا اور تم اب تک غافل ہو

(د) تینوں صحیح

۱۲۔ غلط جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) اللہ نے موت اور حیات کو خلق کیا

(ب) موت اور حیات آزمائش کا ذریعہ ہے

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۱۳۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔۔

(الف) محتضر دولت کو یاد کرتا ہے

(ب) محتضر مال جمع کرنے کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے اور فائدہ وارث اٹھاتے ہیں۔

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۱۴۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) آخرت میں دنیاوی متاعِ زندگانی کی حقیقت بہت قلیل ہے

(ب) شیاطین محتضر کے پاس جمع ہوتے ہے

(ج) مؤمنین کے لیے معصومین علیہم السلام کی ملاقات نعمت پروردگار ہے

(د) تینوں صحیح

۱۵۔ غلط جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) کافر کے لیے موت کا آسانی سے نکلنا اس کی نیکیوں کا بدلہ ہے

(ب) ملائکہ جنب اور حائضہ سے متنفر ہوتے ہیں

(ج) قبر کیڑوں کا گھر ہے

(د) تینوں غلط

۱۶۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں۔

(الف) کفار کی صفات میں سے ایک دنیا سے محبت ہے

(ب) دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے

(ج) موت کے وقت معصومین علیہم السلام سے ملاقات کافر و منافق کے لیے قہر جبار ہے

(د) تینوں صحیح

۱۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث کے مطابق جو شخص باوجود قدرت کے اپنے غصے کو پی جائے۔۔۔

(الف) اللہ اس کے دل کو ایمان سے پر کر دے گا۔

(ب) خوف قیامت سے محفوظ رہے گا۔

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۱۸۔ لفظ 'حاجب رب العالمین' کس فرشتے کے لیے استعمال ہوا۔

(الف) عزرائیل علیہ السلام (ب) اسرافیل علیہ السلام

(ج) جبرائیل علیہ السلام (د) میکائیل علیہ السلام

۱۹۔ آسمان اور زمین کے خوف سے کیا مراد ہے؟

(الف) ان میں رہنے والوں کا خوف (ب) ان کے موکلین کا خوف

(ج) دونوں صحیح (د) دونوں غلط

۲۰۔ اللہ سورے کو مہربان فرشتے کی شکل میں اس شخص کے پاس بھیجتا ہے جو۔۔۔

(الف) سورۂ زلزال کی تلاوت کرنے والا ہو

(ب) سورۂ زلزال نماز نافلہ میں پڑھنے والا ہو

(ج) سورہ زلزال نماز واجب میں پڑھنے والا ہو

(د) تینوں صحیح

۲۱۔ یہودیوں کے ساتھ جنگ میں جانا۔۔۔ پر لازم نہ تھا۔

(الف) سعد بن معاذ رض (ب) ابوسعید خدری رض

(ج) عمرو بن معدیکرب (د) تینوں غلط

۲۲۔ یہ سورہ نجات دینے والی ہے، کس سورے کے بارے میں کہا گیا؟

(الف) سورہ زلزال
(ب) سورہ الحمد
(ج) سورہ زخرف
(د) سورہ ملک

۲۳۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے لئے اللہ نے ۔۔۔ پر وحی نازل کی۔

(الف) حضرت داود علیہ السلام
(ب) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(ج) حضرت یوسف علیہ السلام
(د) تینوں غلط

۲۴۔ جو شخص **لا اله الا الله الملک الحق المبین** کا روزانہ ۱۰۰ مرتبہ ورد کرے گا۔۔۔

(الف) وہ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا
(ب) وحشت قبر سے مامون رہے گا
(ج) دونوں صحیح
(د) دونوں غلط

۲۵۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کے مطابق کون عذاب قبر سے محفوظ رہے گا؟

(الف) سورۂ تکاثر پڑھے
(ب) نماز میں سورۂ تکاثر پڑھے
(ج) نماز میں سورہ الزخرف پڑھے
(د) سونے وقت سورۂ تکاثر پڑھے

۲۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کے مطابق وہ شخص دنیوی اور اخروی خوف سے محفوظ رہے گا۔

(الف) جو شب جمعہ سورۂ احقاف کی تلاوت کرے
(ب) جو شخص جمعہ کے دن سورہ احقاف کی تلاوت کرے
(ج) دونوں صحیح
(د) دونوں غلط

۲۷۔ جو شخص امام علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔

(الف) وہ پل صراط سے تیزی سے گذر جائے گا

(ب) اس کو گذرنے کے سامان کی فکر نہ ہوگی

(ج) انبیاء علیہم السلام اس کی زیارت کرتے ہیں

(د) تینوں صحیح ہیں۔

۲۸۔ امام صادق علیہ السلام کی حدیث کے مطابق خدا اسے بہتر (۷۲) قسم کی نعمتیں عطا کرے گا۔

(الف) جو پریشان اور پیاسے شخص کی اعانت کرے

(ب) کسی کو غم سے آسائش مہیا کرے

(ج) دونوں صحیح

(د) دونوں غلط

۲۹۔ لوگ قیامت کے میدان میں پریشانی کے عالم میں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے۔۔۔

(الف) تا کہ وہ شفاعت کریں

(ب) تا کہ وہ انہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جائیں

(ج) تا کہ وہ اپنے بعد والے نبی کی طرف ہدایت کریں

(د) تینوں صحیح

۳۰۔ حدیث کے مطابق۔۔۔

(الف) موت ایک پل ہے

(ب) دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے

(ج) دنیا کافر کے لیے جنت ہے

(د) تینوں صحیح

Teachers Required

GIFS requires

practicing shia ithna asheri, experienced

*and qualified **Male / Female Teachers***

for Pre-primary, Primary & Secondary classes.

***Fresh candidates** having passion to join*

teaching career may also apply.

Interested individuals are advised to email their

resume at greenislandschool@gmail.com

***or** call 021-34300668, 021-34555924*

Green Island
Foundation School
(A Project of GIT®)

144/E, Hali Road, PECHS, Block II, Karachi.

" A person's worth is not because of his dress and house but it is due to his knowledge and ethics "
Imam Mohammad Taqi (as)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Reg No. _________

قبر اور قیامت

رجسٹریشن فارم

نام:_____________ ولدیت/شوہر:_____________

Name In English _______________________________

عمر:____ DD MM YY جنس: MALE FEMALE سینٹر کا نام:_____________

موبائل نمبر:_____________ ای میل ایڈریس:_____________

مکمل پتہ:_______________________________

میں نے کتابچے میں دیئے گئے قواعد وضوابط کو پڑھ لیا ہے اور ان پر عمل کروں گا/کروں گی۔

_____________ _____________

دستخط امیدوار دستخط والد/سرپرست

For Office Use

نام:_____________ ولدیت/شوہر:_____________

تاریخِ وصول:_____________ سینٹر کا نام:_____________

____

دستخط و مُہر

نوٹ:

۱) نتائج کے اعلان کے ایک ہفتے بعد تک انعامات وصول نہ کئے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۲) انعامات وصول کرنے کے لئے اس Slip کو ساتھ لانا لازمی ہے۔

جواب نامہ

Reg No. __________

سوال	الف	ب	ج	د	سوال	الف	ب	ج	د
۱					۱۶				
۲					۱۷				
۳					۱۸				
۴					۱۹				
۵					۲۰				
۶					۲۱				
۷					۲۲				
۸					۲۳				
۹					۲۴				
۱۰					۲۵				
۱۱					۲۶				
۱۲					۲۷				
۱۳					۲۸				
۱۴					۲۹				
۱۵					۳۰				

FEED BACK FORM

۱۔آپ کے خیال میں کوئز کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے؟ ☐ ہاں ☐ نہیں

۲۔ سوالنامہ کتنے سوالوں پر مشتمل ہونا چاہیے؟ ☐ ہاں ☐ نہیں

۳۔کوئز بک کے لئے سال کے کتنے شمارے ہونے چاہیے؟

جواب: ____________________

۴۔ اب تک ہونے والے کوئز پروگرامز میں سے کونسا کوئز زیادہ پسند آیا؟

جواب: ____________________

۵۔ آپ کے خیال میں کوئز کے لئے کون سے موضوعات زیادہ ضروری ہیں؟

جواب: ____________________

____

۶۔ اطلاح ملنے کا طریقہ: ☐ بذریعہ sms آپ کے خیال میں: ____________

۷۔ اپنی رائے کا اظہار کریں۔

جواب: ____________________

____

____

Green Island
Youth Forum
(A Project of GIT®)

Sports don't build character... They reveal it
heywood broun

Packages	Kids 12-14	Youth 15-24	Adult 25-Above
Table Tennis, Striker & Foosball	100/-	150/-	200/-
Table Tennis, Striker, Foosball & Pool	150/-	200/-	250/-
Table Tennis, Striker, Foosball, Pool & Snooker	-	300/-	350/-
Table Tennis, Striker, Foosball, Pool, Snooker & GYM	-	400/-	450/-
Snooker / Gymnasium	-	250/-	300/-

- Also Enjoy 15% & 25% discount on collectively paying the fees of 6 & 12 months respectively.
- Offer Valid till End of Ramadhan.

Email: giyf@greenislandtrust.org
Web: youth.greenislandtrust.org

For BOYS Only

GIYF, Opp. Zainab Panjwani Hospital, Near Ghusl Khana Fatimiyah Community Centre, Karachi.

Contact 0213-2253606

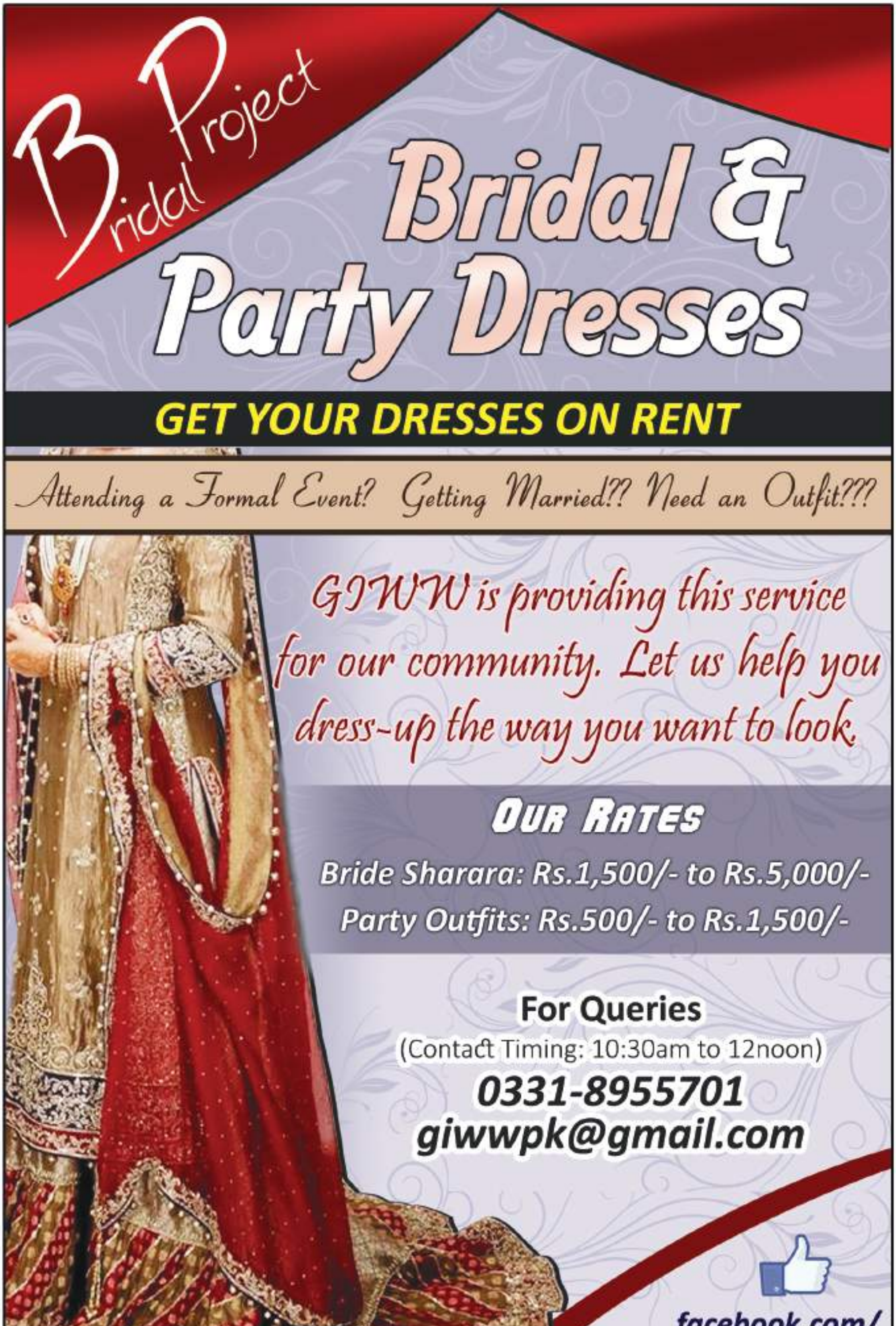
Bridal Project
Bridal &
Party Dresses
GET YOUR DRESSES ON RENT
Attending a Formal Event? Getting Married?? Need an Outfit???
GIWW is providing this service for our community. Let us help you dress-up the way you want to look.
Our Rates
Bride Sharara: Rs.1,500/- to Rs.5,000/-
Party Outfits: Rs.500/- to Rs.1,500/-
For Queries
(Contact Timing: 10:30am to 12noon)
0331-8955701
giwwpk@gmail.com
facebook.com/
greenislandwomenwing

Green Island Online Teachings
(A Project of GIT®)

Skype: **giot.teacher admin**
Ph & Whatsapp: **(+92) (321) 3880748**
Ph: **(+92) (331) 2461426**

Where Education & Learning become reachable to all

2 DAYS FREE TRIAL
Online Hourly Base Classes

acca Association of Chartered Certified Accountants	حفظ Memorization	O&A Level O & A Level	اللغة العربية Arabic Language
فوائد تجوید Tajweed	تفہیم القرآن Tehfeem ul Quran	فارسی Persian Language	مسائل فقہ Masail e Fiqh
دینیات Dinyat	قرآن و قاعدہ Quran / Qaida		

WE ARE OFFERING COURSES FOR
PAKISTAN
AND
ABROAD

Weekend Package	3 Days a week Package	5 Days a week Package
Duration: 1 Hour (specially for adults)	Duration: 40 minutes	Duration: 25 minutes (specially for kids)

Female Teacher is also available

Contact us

*Condition Apply

Email: giot@greenislandtrust.org | Web: onlineteachings.greenislandtrust.org
GIYF, Opp. Zainab Panjwani Hospital, Near Ghusl Khana, Karachi